





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شماره اول

مقام اشاعت :-

جامع مسجد بحیرہ پنجاب

نائب مدیر :-
افتخار احمد گوی

چند سالانہ
عصر

جلد ۸ | باب اگست ۱۹۳۷ء بقیہ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ | نمبر ۸

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	نالہ بہجور	۲
۲	روح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	۴
۳	ہر دو قسم مرزا ایت پر تبصرہ	۷
۴	شیعوں کی فلک النجات	۱۱
۵	ارسال الیدین فی الصلوٰۃ	۱۵
۶	ایک تفسیر اور اس کا جواب	۲۲
۷	مکتبہ شیعی اور کلب علی شیعہ کی تیسویں قیادت	۲۴
۸	شذرات	۳۳
۹	عرض حال	۳۵
۱۰	خاک ری قندہ	۳۸
	از جناب غلام محمد صاحب یمن سندھ جنگ (راخو)	
	(ادارہ ۲)	
	جناب مولانا حکیم محمد قطب الدین صاحب جنگ	
	- مولانا پیر قطبی شاہ صاحب ملتان	
	مولانا حکیم محمد قطب الدین صاحب جنگ	
	خان زادہ غلام احمد خان صاحب (مکتبہ)	
	(دور)	
	مولوی عبد القادر صاحب خلیفہ جامع مسجد جھارپال	

نالہ مجبور

(از غلام محمد صاحب دنگلین سیندر ضلع جھنگ)

کیوں ڈرتے ہو روٹھی ہوئی قسمت تو نہیں ہو
کیوں ڈرتے ہو ملتی ہوئی شوکت تو نہیں ہوں
یا رو کسی ناکام کی حسرت تو نہیں ہوں
بے خوف و خطر محب کو سچی تم ساتھ لگا لو
اے قافلے والو

کیا خوف ہے برشتہ مقدر تو نہیں میں
کیا خوف ہے تقدیر کا چکر تو نہیں میں
کچھ بھی سہی بے مہرئی دلبر تو نہیں میں
تم ساتھ لگا لو مجھے ہمدرد بنا لو
اے قافلے والو

خادم کی طرح ساتھ رہوں گا میں تمہارے
رستے میں سچی رنج سہوں گا میں تمہارے
پہنچا تو یہ حالات کہوں گا میں تمہارے
آفتادہ سر راہ ہوں بس آٹھٹا لو
اے قافلے والو

تم ہیچ نہ سمجھو میں ہوں شیطانی مدینہ
دیوانہ ہوں دیوانہ مولائے مدینہ
دل میں ہے مے شوق و تمنائے مدینہ
تم ساتھ لگا لو مجھے آفت سے بچا لو
اے قافلے والو

اے قافلے والو! ذرا ٹھہرو تو روکو تو
مجھ خستہ و ناچار کی اک بات سنو تو
جانا ہے کدھر محب کو بتاؤ تو کہو تو
چل دینا مگر ٹھہر کے اتنا تو بتا لو
اے قافلے والو

میں نے یہ سنا ہے کہ چلے سوئے مدینہ
کھینچے لے جاتی ہے تمہیں بوئے مدینہ
اللہ ربی کشش چل گیا جاؤئے مدینہ
یہ سچ ہے تو مجھ کو بھی ذرا ساتھ لگا لو
اے قافلے والو

چل سکتے نہیں آگے قدم اتنا ٹھکا ہوں
خستہ ہوں سر راہ گذر بیٹھ گیا ہوں
یوں بیٹھا ہوں گویا کوئی نقش کف پا ہوں
ہمت ہے تو مجھ کو بھی ذرا جھک کے اٹھا لو
اے قافلے والو

کیوں ڈرتے ہو تم شومئی تقدیر نہیں میں
کیوں ڈرتے ہو آؤ دل دلیہ نہیں میں
کیوں ڈرتے ہو ناکامی تدبیر نہیں میں
تم ساتھ لگا لو مجھے ہنگام بنا لو
اے قافلے والو

الفٹ میں نبی کی مری رگ رگ ہے پھرتی
 بایکس ہوں ہر گام سے ہے یاس ٹپکتی
 وہ یاس کہ امید بھی دل میں ہے دھرتی
 کشتی ہے بھنور میں اسے لبت بچا لو
 اے قافلے والو

آو دل بایکس کے حال سے ڈرو تم
 مجھ خستہ و ناچار کے ہمدرد ہو تم
 اب رحم کرو۔ جسم کرو۔ جسم کرو تم
 مجھ زار کی مجھ خستہ و بیکس کی دغا لو
 اے قافلے والو

دامن گل مقصود سے بھر جائے تمہارا
 اور شتے امید کو مل جائے کنارا
 کچھ میسر بھی امداد کئے جاؤ حندارا
 آفت میں پڑا ہوں مجھے آفت سے بچا لو
 اے قافلے والو

لے جاتے نہیں تم تو یہ ہے فرس تمہارا
 کہنا شہِ والا سے کوئی جسم کا مارا
 کہتا تھا کہ اب ہند میں مشکل ہے گذارا
 شیرب میں بگالو مجھے شیرب میں بلا لو

آفتِ جدایت

مؤلفہ شہرہ اسلام مولانا ابو الفضل دبیر۔ اس کتاب
 میں مذہبِ شیعہ کی حقیقتِ کامل طور پر واضح کی گئی ہے

شیعوں کے جملہ مضامین شیعوں کی فقہ کے گھناؤنے مسائل شیعوں کے اصول و فروع۔ اہلسنت کی صدا
 پر قرآن و حدیث اقوال ائمہ سادات (کتب شیعہ کے حوالہ سے) پر زبردست دلائل بیان کئے گئے ہیں
 اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ میں زبردست حربہ کا کام دیتی ہے مجتہدین شیعہ اس کے جواب سے
 عاجز آچکے ہیں شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دندان شکن جواب دیے گئے ہیں۔ قیمت پین روپے

سودائے میرزا

مؤلفہ حاجی حکیم ڈاکٹر محمد علی صاحب۔ اس رسالہ میں طبی لایل اور مزاج
 کی تحریرات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ نبی تھے

نہ مسیح نہ محمد تھے نہ ولی۔ بلکہ مرض النچولیا کے مریض تھے۔ ان کے کل اہانت اور دعاوی محض مرض النچولیا
 کے باعث تھے۔ یہ رسالہ اب دوبارہ مضافہ کے طبع ہوا ہے جس میں فاضل مؤلف نے میرزاؤں کی بعض تحریروں

کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ قیمت ۵ روپے
 مخفیہ میرزا علیہ۔ جریدہ اسلام کے دستبردار کا ایڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا
 تھا۔ اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں۔
 قیمت ۴ روپے۔ منیچر شمس الاسلام بھیرہ پنجاب

منہج صحابہ کرام

اکابر علمائے مذہب امامیہ اور متقدمین مذہب شیعہ کی نظر میں!

بسلطنت شاعت ماہ جولائی ۱۳۷۷ھ

بیعت صدیقی کا مظاہرہ

علامہ شریف تھری نے اپنی کتاب بحار الانوار میں بیعت صدیقی کے متعلق جس حقیقت کو نقل

کیا ہے مولوی دلداری صاحب مجتہد کھٹو ذوالفقاریں اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔

جميع مسلمانان بالو کبریت کوفد۔ و اظهار رضا و خوشنودی با و سکون و اطمینان لبوئے او نمودند

و گفتند کہ مخالف او بدست کفندہ و خارج از اسلام است۔ (آیات بنیات)

حضرت فاروق اعظم کی شان میں

بہر پیشہ بود و عمر نام داشت

بہر منہ وانا و پر خاشخہ

چو کار رسول خدا را بدید

شد اصحاب خاص رسول کرام

چو از سوئے اسلام کیشاں شافت

شد اصحاب خاص رسول امین

رسول خدا چون شدی در نماز

ابو بکر صدیق و فاروق دین

(رحمہمہ جیدی مصنفہ مومن کرمانی ص ۱۷)

منہج ابو بکر و عمر و عثمان

بہا سخ ابو بکر از جائے خاست

بگفتند با سید المرسلین

کہ با دشمن دین چہا میبکنم

وزاں پس عمر نیز قد کر و راست

قدم پیش بگذار و مارا بہ بین

چہاں در پیت جاں فدا میکنم

اذاں پس جاخواست مقداد نیز
بود تا بن جان و در کف تو اں
اذاں گشته خوشدل رسول خدا

(حلمہ حیدری ملک)

قول و عمل

از مثل الامام ابو جعفر علیہ السلام
عن حلیۃ السیف هل یجوز فقال نعم قد
حلی ابو بکر الصدیق قبضتہ الفضۃ فقال
الراوی ما تقول ہم کذا فی ثب الامام
عن مکانه فقال نعم الصدیق نعم الصدیق
نعم الصدیق فن لم نقل لما الصدیق فلا صدق
الله قلہ فی الدنیا والاخری -
کیا اچھے وہ صدیق ہیں اچھے وہ صدیق ہیں۔ اور جو شخص ان کو صدیق نہ کہے خدا اس کی دنیا و آخر
میں تصدیق نہ کرے۔

باذل ایرانی کا نقطہ نگاہ

چنین گفت راوی کہ سالار دیں
ززدای آن قوم پُر مکر رفت
پے ہجرت اونیز آمادہ بود
نہی بر در خانہ اش چون رسید
چون بو بکراں حال آکاہ شد
گرفت پس راہ شیر بہ پیش
سیرانچہ آن راہ رفتن گرفت
چو رفتند چنہ زردان وشت
ابوبکر آنکہ بدوشش گرفت
کہ در کیں چنان قوت آمد پدید

چو سالم بحفظ جہاں آفریں
بسوئے سارے ابوبکر رفت
کہ سابق رسوش خبر دادہ بود
بکوشش ندائے سفر و رکشید
زخانہ بروں رفت و ہمراہ شد
نہی کند بغلین از پائے خویش
پے خود روشن نہفتن گرفت
قدم فلک بہائے مجروح گشت
وے زین حدیث است جلتے شگفت
کہ بار نبوت تواند کشید

برفتند القصہ چندے دگر
 بختند جائیکہ باشد پناہ
 بدیدند غامے در آں تیرہ شب
 گرفتند در خوف آں غار جلے
 بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید
 بدیں گوئے تا شد تمام آں قبا
 بر آں رخنہ گوئند آں بار غار
 نیاید جزا و خیراں شگرف از کے
 بنار اندروں در شب تیرہ فام
 نبایں چیں کالے از غیر او
 در آمد رسول خدا ہم بغار
 شدے پور بو بکر ہنگام شام
 نبی گفت پس پور بو بکر را
 دو جازہ باید کنوں را ہوار

(حمید حیدری مصنفہ علامہ باذل ایرانی مدظلہ)



تازیانہ عبث

(روئیداد و مقدمات قادیانی) اس کتاب میں
 اُن قوجہ داری مقدمات گورڈ اسپور کی صحیح روایت

مدح ہے جن پر مرزائے قادیان دو سال تک سرگوداں رکھ سات سو و پچہ چہر ماہ قید
 کے سزایاب ہوئے تھے۔ ان واقعات کی تفصیل درج کتاب ہے۔ جو دوران مقدمہ وقوع میں
 آئے رہے۔ مرزا صاحب کل اجلاس عدالت میں غش کھا کر گناہ گھنٹوں پاؤں پر کھڑا رہنا۔ پیاس سے
 جاں بلب کر پانی مانگنا ادیبانی نہ ملنا وغیرہ وغیرہ حالات قابل دیدنی۔ مرزا صاحب اُن کے اراکین
 عدالت مولوی نور الدین عبدالکریم کے حلفی بیانات میں دروغ بیانیں۔ نبوت اور خلافت کی تلخی
 کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ ٹائٹل پیئر کلین قیمت صرف ایک روپیہ
 ملے کا پتہ: منیجر شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

ہر دو قسم مرزائیت پر تبصرہ

(سلسلہ اشاعت گذشتہ)

مرزائی: ہم مسلمانوں کو متحد کرنا چاہتے ہیں کہ امامِ وقت کے زیرِ ہدایت ایک مرکز پر قائم ہو جائیں اور کسی کو کافر کہہ کر کافر بنیں۔ مگر ملنے مسلمانوں کو صرف اس لئے کا فر جانتے ہیں کہ وہ ان کے ہم خیال نہیں ہیں تو کیا یہی اسلام کے ٹھیکیدار ہیں؟

مسلمان: نہ اُمتِ محمدیہ کا اتفاق ہے کہ مدعی نبوت کو خواہ وہ مجددِ دین کریش ہو یا کوئی اور تاویل کر کے اپنا بچاؤ تلاش کرے اسلام سے خارج سمجھے۔ دریا اتفاق آج سے نہیں بلکہ عہدِ رسالت سے چلا آتا ہے اور اس کی ماتحت کئی حیلہ ساز نبوتیں خاک میں مل چکی ہیں اب اگر علمائے اسلام مرزائیوں کے ملاؤں سے اختلاف رکھتے ہیں تو ان کا بنیادی اختلاف مسئلہ نبوت پر ہی ہے جو کبھی بداشت نہیں ہو سکتا جس طرح کہ مرزا کو خارج از اسلام سمجھنے والی جماعت اگرچہ کئی مسلمان ہو مرزائیوں کے نزدیک اسلام سے خارج ہے اور اس منفیہ پرچم پوشی نہیں کر سکتے علیٰ ہذا القیاس اُمتِ محمدیہ بھی اس جماعت کو مسلمان نہیں جانتی جو ایسے کا تابع ہو جو مدعی نبوت بن کر آئے دن کئی رنگ بدلتا رہا ہے۔ یہ ہے اصل حقیقت۔ آپ کیوں ادھر ادھر کی باتیں کر رہے ہیں۔ آؤ ہم تم کو دعوت دیتے ہیں۔ ایک مرکزِ اسلامی قرار دیکر مرزائیت کو خیر یا بد کہو۔ خواہ مخواہ ایک سنی کو درمیان میں لا کر کیوں اسلامی جمعیت کا شیرازہ بکھیر رہے ہو۔ دریا بھی نہیں کہ خود بھی ایک مرکز پر قائم ہو کر دکھاؤ۔ بلکہ مذہبی طور پر تم میں سبھی کئی ایک مرکز قائم ہیں تو پھر ہم سے کیا شکایت رہی مرزا تو بت ہے کہ یہی دامنِ سنا کر دراپنے حریف قادیانیوں کو تو اپنے مرکز پر لا کر کھڑا کر دکھاؤ۔

مرزائی: مولوی بڑی بانی سے کام لیتے ہیں اور مولویانہ دہلی میں کرتے جھوٹے کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے تجلیاتِ اقصیہ صلوٰۃ پر نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ اس میں صاف لکھا ہے کہ اس میں صاف لکھا ہے کہ اس زمانہ میں لفظ نبی سے مراد خدا کی طرف سے ہے کہ وہ محدث ہو اور تجدید کرے ورنہ یہ معنی نہیں کہ ایک نئی نبوت کا چلانے والا بنی پیدا ہوگا۔ (انتہی بخیر)

مسلمان: اس کا کیا ثبوت ہے کہ نبی سے مجددِ وقت مراد ہے۔ صرف یہ کہ دنیا کافی نہیں کہ مجھے خدا نے کہلے۔ آپ کا خدا تو غلط فقرات بھی بولتا ہے جس کی تصحیح میں تم اڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے ہو۔ اور جاہل کچھ نہیں۔ ہاں مسلمانوں کا خدا سچا ہے۔ کوئی سند اس کے کلام سے پیش کرو تو مان بھی لیں۔ ورنہ یہ آپ کا فرض ایسا بڑی بانی ہے کہ اہلِ مطلب اور دعوتِ نبوت پر پردہ ڈالنا چاہا ہے بہر حال اس میں یہ قرار ضرور موجود ہے۔

کہ مرزا صاحب نبی تھے اور ضرور تھے خواہ کسی رنگ کے تھے ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں۔

مرزائی حضور علیہ السلام کے بعد کسی لفظ نبی کا استعمال جائز نہیں سوائے اس صورت کے کہ وہ اُمتی بھی ہو یعنی اس نے کمال متابعت نبوی سے نبوت حاصل کی ہو۔

مسلمان، بچہ وی بات، ناک کو سیدھا یا تھکڑوں نہیں لگاتے۔ یہ کہاں کا نظریہ ہے۔ کہ عہد رسالت کے بیکر قیامت تک صرف اسلام میں نبی ہو سکتے ہیں۔ اور باقی مذاہب یہود و نصاریٰ اس انجام سے محروم ہیں مگر اسلام تو اس میں بھی کسر شان سمجھتا ہے۔ کہ کوئی اُمتی بھی نبوت میں حضور کا شریک کار یا عکس یا روز بنے۔ حضور نے بار بار فرمایا ہے کہ انیکم مثلی میراثیل کون ہے۔ اور اسی انتہام انکاری میں آپ نے فیصلہ کر دیا کہ کوئی حضور کا مثیل اور روز نہیں ہو سکتا کیونکہ بروز میں کہیں مماثلت پائی جاتی ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے خود دو دیواروں کی مثال کے کر سمجھایا ہے کہ ایک نقش تھے اور دوسری شفاف تھی تو دوسری پر بھی پٹی کے متعلقوش ظاہر ہونے لگے۔ اور یہ نظریہ قادیانی نظریہ کے قریب قریب ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نبی ساز اور نبی گر ہیں ابھی آپ نے ایک نبی بنا کر بھیجا ہے آئینہ معلوم کئے بھیجیں گے بہر حال یہ تھیویاں سولی نکتہ خیال سے باہر ہیں اور زندقہ و الحاد کی بنیاد ہیں۔

مرزائی انجام انتہام میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میں ہامور اور امین ہوں میرے کہنے پر ایمان اور میرے دشمن جہنمی ہے۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا ہو۔ کیونکہ اولیاء اللہ کے دشمن بھی خدا سے برسرِ پیکار ہوتے ہیں۔

مسلمان کیسی بے جوڑ سنانی برسرِ پیکار ہونا مخالفت کو ظاہر کرنا ہے جو عموماً بدکاروں میں پائی جاتی ہے۔ اور جہنمی لفظ ابولہب کا مترادف ہے جس کے معنی ہیں کافر و دوزخ کا ایندھن۔ آخر کچھ محاورات اسلامیکہ کا بھی پاس ہے کہ محاورات بھی قادیان سے ہی رائج ہونے شروع ہو گئے ہیں بھلا آپ ہی کو اب ہم جہنمی کہتے ہیں سچ بتا رہے تھے یا بے دل پر کیا اثر ہو گا۔ کیا ابولہب نہ بنو گے، کیا کافر تسلیم نہ کئے جاؤ گے۔ ہمارے خیال میں تو عدالت تک نبوت پہنچ چکی۔ تو اسی بنا پر ہم بھی کہتے ہیں کہ بڑے محاورات اسلام نبی کا دشمن ہی جہنمی ہو سکتا ہے کسی ولی یا فقیر کا مخالف ایسا قطعاً جہنمی نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے دشمن کون تھے؟ وہی سربراہان و علمائے اسلام جنہوں نے کمال خیر خواہی سے اعلیٰ نبوت اور علیٰ راسی رسالت سے ان کو روکا تھا۔ اور وہی چھ سات سو علمائے اسلام جن پر تمام دنیا نے اسلام کو نواز تھا۔ اگر وہ تھے نزدیک جہنمی ہیں تو عوام انداس کس باغ کی مولیٰ ٹھہرے۔ وہ تو ان کے مقتدی اور اتباع ہیں اس لئے وہ سب بڑھکر جہنمی ٹھہرے۔ سو اب بتلایے کہ مرزا صاحب کی دشمنی نے

جو صرف اسلامی دشمنی تھی تمام امت محمدیہ کو کس طرح دوزخ میں چھکیل دیا۔ اور جو پڑ کے کٹاے بستی مقبرہ کے ٹھیکیدار بن بیٹھے خلافت یہ ہے کہ ایسے ماعورین اللہ اور واجب الایمان تینوں صفات مجموعی اور اثباتی ملکہ پر کسی میں بھی پائے جاتے ایسے یہ عبارت صاف دلیل ہے اس بات پر کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور دعویٰ بھی ایسا کہ اس کی تصدیق واجب تھی۔

مرزا کی حقیقتہ الوحی ۳۹ پر مرزا صاحب نے گواہ قرار کیا ہے کہ لفظ نبی کیلئے میں ہی امت محمدیہ میں مخصوص کیا گیا ہوں اور باقی فیض یافتہ اس سے محروم رہے ہیں بگراس سے میرا وہ نہیں کہ آپ نے اپنی پہلی سے انکار کیا ہو یا کسی حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ جو انبیائے سابقین کو براہ راست عنایت ہوتی تھی بلکہ یہ نبوت بواسطہ تبارع نبوی ہے جو حقیقی نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے آپ نے لکھا کہ سمیت بنیاعلیٰ وجہ الحجاز میں مجازی نبی ہوں یعنی ظل نبوت کا حامل ہوں۔

مسلمان یہی مطلب جاننا ہے کہ نبوت محمدیہ مجاہد میں جلوہ گر ہے اور حضرت محمدی کا دوسرا منظر ہوں تو بھلا ایسی نبوت جو خود تراشیدہ ہے اور اسلام میں زندگی و الحاد کی بنا بھی گئی ہے امت محمدیہ سے کسب تسلیم کر سکتی ہے۔ تمہیں خیال ہوگا کہ شاید ہم دعویٰ نبوت کے خیالات کی صحیح ترجمانی نہیں کر سکتے۔ نہیں ہم خوب سمجھتے ہیں اس خود تراشیدہ نبوت کو ہم تسلیم کرنے کیلئے کبھی تیار نہیں اس سے پیشتر قراسط نے یہی خود تراشیدہ نبوت پیش کی۔ اور اصل حتم ہوئے مہدی جو پورے بھی یہی کہا اور منہ کی کھائی۔ ہاؤ اللہ اور باب بھی یہی نبوت پیش کی۔ اور اسلام سے خارج تصور دیکھئے۔ تو بھلا مرزا صاحب کو اسلام میں کب جگہ مل سکتی ہے۔ اور کب یہ خیال ہو سکتا ہے کہ انہوں نے نبی بن کر اہل اسلام کو اپنے اسلام سے خارج نہیں سمجھا۔

مرزا کی علمائے اہل سنتی کا بنیاعلیٰ اسرائیل میں حضور علیہ السلام نے علمائے امت کو انبیائے نبی اسرائیل کے برابر قرار دیا ہے۔ تو اگر کوئی مولوی نبوت کا دعویٰ کرے۔ تو کیوں صحیح نہ ہوگا۔ اور اسے کیوں امتی نبی نہ کہا جائیگا اور وہ کیوں مجازی نبی نہ بنے گا؟

مسلمان۔ پہلے تو مرزا صاحب خود بیان ہے کہ اس نبوت کا حقدار صرف میں ہی ہوں کسی دوسرے مولوی کو کہاں تک رسائی نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ استدلال قابل توجہ نہیں رہا۔ علاوہ بریں اس حدیث کا جو مطلب تم پیش کر رہے ہو۔ راویان حدیث سے تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی صاف تصریح موجود ہے کہ پہلے تو یہ حدیث ایمانیات میں دخل ہونے کے قابل نہیں کیونکہ عقائد میں صرف ہی احکام دخل ہیں جو تواتر سے ثابت ہوئے ہیں ضعیف اور کمزور روایات کا ان میں دخل نہیں ہوتا۔ دوسرا یہ کہ انبیائے نبی اسرائیل سے امت محمدیہ کی تمثیل صرف تبلیغ اسلام میں ہے۔ ورنہ دعویٰ نبوت ملو نہیں کیونکہ ایمانیات میں یہ پہلے

داخل ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا خواہ اُمتی ہو یا غیر اُمتی۔ اس لئے اس روایت کا صاف مطلب یہ ہے کہ انبیائے سابقین کے ماتحت تبلیغی کام کرنے والے انبیاء ہوتے تھے مگر حضور علیہ السلام کے بعد تبلیغی فرض علمائے اُمت کے سپرد ہے۔ کیونکہ آخری نبوت آچکی۔ اور اس کا فیضان تاقیامت جاری ہے کسی بروز کی ضرورت نہیں ہے۔

مرزائی اور سراج نیز میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ مجھے نبی اور مرسل بیشک کہا گیا ہے۔ مگر مجاری طور پر اور صحیح کوئی مجازی طور پر کہا گیا ہے۔ اور یہ وہ علم ہے جو صرف محقق ہی دیا گیا ہے۔ لوگ اس موضوع میں **مکمان** بھی تو ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی مجاز عجیب لگتی ہے علم معانی کی مجاز مراد نہیں بلکہ اس سے مراد وہ برزخی نبوت ہے جس کے وہ دعویٰ دار ہیں۔ اور چونکہ نزولِ وحی کے مسئلہ میں مرزائے دینیج نزاع نشے ہیں۔ ایک ناصری دوسرا قادیانی اس لئے وہ مجبور ہوئے کہ یوں بھی کہیں۔ کہ جس وحی کی آمد روایات میں مذکور ہے وہ مجازی نبی اور تابع یا اُمتی نبی ہے۔ اور اُمتی نبی ہونے کا بھی معنی سن لیجئے کہ نبوت کا دروازہ اُمت محمدیہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔ اور باقی ادما اب اس سے محروم ہو چکے ہیں پس یہ ہی مقصد ہے۔ جو مختلف پیروں میں بار بار پیش کیا جا رہا ہے تاکہ مسلمان دھوکہ کھا کر مرزا صاحب کو برزخی مان کر ان کی تکفیر سے باز رہیں مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہاں رنگِ میری اور حیلہ تراشی کام نہیں لے سکتی ہے

بہر رنگے کہ خواہی جامہ سے پوش

من اندازِ قدرت را خود شناسم

میرزا یوں مناظر کے } مؤرخہ یکم جولائی کو بھیر میں امیر خیر الانصار کا مسئلہ ختم نبوت پر مولوی عبد الغفور مبلغ مرزائیت قادیان کے ساتھ فیصلہ کن مناظرہ ہوا جس میں میرزا نے مناظرہ مہوت رکھیا۔ اور کسی بھی دلیل کا جواب نہ دے سکا۔ اس کی مجلس کیفیت اُسندہ رسالہ میں درج ہوگی۔

مؤرخہ ۱۸ و ۱۹ جولائی میں بمقام سنگر و ریاست جیند میرزا یوں سے کامیاب مناظرہ ہوا۔ اہل اسلام کی طرف سے مولوی لال حسین صاحب اختر اور مولوی منظور احسن صاحب مولوی مناظرہ تھے میرزا یوں کو عظیم الشان شکست ہوئی

شیعوں کی فلک النجات

بلسدا شاعت گذشتہ

(از مولانا حکیم قطب الدین صاحب جھنگوی)

صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں: "ترتیب صلوٰۃ الخمسہ والجنائزہ" جنائزہ کا عطف صلوات پر غلط ہے جنائزہ بفتح میت کو اور بالکسر میت کی چار پائی کو کہتے ہیں میت اور میت کی چار پائی کو صلوٰۃ خمسہ سے کیا نسبت پھر ان میں ترتیب کے کیا معنی؟ اور اگر جنائزہ سے نماز جنائزہ مراد لی ہے تو کس علاقہ سے مراد لی ہے۔ نماز جنائزہ اور جنائزہ میں تباہی کلی ہے۔ اور اگر حذف مضاف ہے۔ تو حذف مضاف میں کئی حکمتیں ہوتی ہیں بسملاؤ اس حذف میں مؤلف کو کیا حکمت اور کیا بلاغت سوجھی ہے ابتداء سے صلوٰۃ الجنائزہ کیوں نہیں لکھ دیا۔ پھر ترتیب تعدد کو مقتضی ہے صلوٰۃ خمسہ میں تو تعدد موجود ہے مگر جنائزہ یا نماز جنائزہ نئی واحد ہے۔ ان میں ترتیب کیسی؟ اور آگے چل کر مؤلف نے حسبہ کوئی اس نمونہ کی ترتیب بیان بھی نہیں کی۔ اور اگر کہے کہ صلوات خمسہ اور صلوٰۃ جنائزہ میں ترتیب مقصود ہے تو یہ ترتیب مؤلف کی کوئی گھر کی ترتیب ہوگی ورنہ کسی مصنف نے آج تک پانچ نمازوں اور نماز جنائزہ میں کوئی ترتیب نہیں بیان کی پھر مؤلف نے حسبہ عدہ اپنی کتاب میں ایسی کوئی ترتیب بھی نہیں بیان کی معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف مجہول ترتیب کے مفہوم معنی سے مجہول ہے۔

اسی صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں: "ولم یطعن قلوب المؤمنین ولیقبرہ" خدا جلنے اس پہلے علیہ کا محطوف علیہ کون ہے۔ نظم کلام میں نو کہیں مذکور نہیں کسی قرینہ سے حذف کر دیا ہوگا پھر جن اغراض کیلئے محطوف علیہ حذف کیا جاتا ہے خدا جلنے ان اغراض میں سے کوئی غرض نے مؤلف کو حذف پر مجبور کیا ہے پھر دونوں محطوف میں بظاہر لام کی معلوم ہوتا ہے جس کا تعلق نظم کلام میں ندارد محطوف کے متعلقات محذوف بھی ہوتے ہیں مگر ان کے حذف میں نظمی اور موسیقی رعایات ملحوظ ہوتے ہیں۔ بے وجہ حذف مستحکم کی تنگ طرفی اور کمزوری کی دلیل ہوتی ہے۔

اسی صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں: "ولہ یطعن احد علی احد ولا یكفر ولا یضیقہ ولا یکسرہ ولا یضیقہ الی ما عندہ" الی کتنی جھڑپی اور بے ڈھب عبارت ہے۔ زری تطویل لا لائل ہے اور خواہ مخواہ اظہار جمالت ہے پھر خدا معلوم الی ما عندہ کس کے متعلق ہے بتنازع فیہ ہے۔

لا یضیقہ کے متعلق ہے۔ متنازع فیہ ہو تو قطع تنازعہ کیسے فیصل کے ساتھ اس کا تعلق ہونا ضروری ہے اور یہ ہر ایک فعل کے ساتھ متعلق ہو نہیں سکتا جیسا کہ واضح ہے۔ لا یلفکوا الی ما عندہ مثلاً صحیح نہیں اور علی ہذا النقیس لا یضیقہ میں بالذات اس کا متعلق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تفسیق کا صلہ الی نہیں آتا۔ البتہ بذریعہ نفس فعل متعلق ہو سکتا ہے۔ اور بے وجہ از کتاب مجاز ضعف اور تنگ ظرفی کی دلیل ہے۔ حق عبارت یوں تھا۔ لا یکرہہ علی ما عندہ ولا یضیقہ علیہ۔ پھر بقول معروف ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور یہاں لکھتا ہے کہ میں نے کتاب اس لئے تصنیف کی ہے کہ شیخ سنی ایک دوسرے کو طعن و تشنیع نہ کیا کریں۔ اور خود اسی تصنیف میں آگے حکیم کا براستہ پر دل کھول کر لوم و سرزنش اور طعن و تشنیع کرتا ہے۔ بلکہ شیخوں کیلئے مطاعن کا ایک مستقل باب کھول دیتا ہے۔ اس منافقانہ چال پر کون مؤلف کو سچا اعتقاد کرے۔ کبہ مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون

اسی ص پر لکھتے ہیں۔ ولا یزک سلامہ وکلامہ ولا تقولوا لمن اتقی ایکم اسلام آیتہ اپنے نفل سے بغیر مرتبط ہے۔ اسی طرح جن آیات کو معرض استدلال میں پیش کیا ہے ربط ہی پیش کیا ہے۔ ربط کا سلیقہ نہیں سیکھا۔ یا بے ربط کو ربط نہیں بتایا۔ یا ربط کو مانع اختصار سمجھا ہے حالانکہ ربط فصاحت اور بلاغت دونوں کو مستلزم ہے جو شخص دو جملوں میں باقاعدہ ربط نہیں دے سکتا وہ باقاعدہ عربی عبارت لکھنے پر کیسے قادر ہو سکتا ہے۔ اور آیات کا ارتباط تو صرف قال اللہ سے بھی ہو سکتا ہے نیز وکلامہ کا صلہ باعتبار عطف قطعے واقع ہو گا۔ وہو کما تدری

اور اسی صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں بل الواجب ان یتفقوا فی بیان ویتمسکوا بالثقلین۔ د بتمسکان میں نون لکھن زری جہالت ہے بشرح مائتہ پڑھا تھا پچھلے ہی اس غلطی کا مرتکب نہیں ہوتا۔ یتسکان بواسطہ اعطف داخل ہے ان ناصبہ کا۔ نون اولیٰ کا لکھنا بتلار ہے۔ کہ مؤلف کو مائتہ عامل کا یضغیر یا نہیں

ان ولن پس کے اذن اس چار حرف متبہ
نصب تقبل کند اس جملہ دائم اقتضاد

اسی لیاقت پر چیلنج دیتے ہو کہ ہماری زری عربی عبارت میں ہو۔ آخر تمہاری اپنی عربی کتنی ہ ساری کتاب سے چن کر اندازہ تو کرو کہ تمہاری اپنی بنائی ہوئی عربی عبارت ساری کتنی درق ہے۔ اور پھر کسی لکھے پڑھے سے پوچھو کہ اس میں کتنے جملے صحیح ہیں اور کتنے غلط ہیں پھر تم کو معلوم ہو جائیگا کہ ایک لفظ بھی صحیح نہیں۔ اسی ص پر لکھتے ہیں عالمہ ترکیف قالوا عند علیہ السلام اختلاف امی دحمہ فلیفکون

الرحمة بالتعزیم ان الاختلاف فی المسائل کلھا کائن و دائم بالتفہیم مؤلف کا یہ کلام ایک فنی واقعہ کی طرف اشارہ ہے بشیہ ہونے سے پہلے مؤلف چند بیروانہ ضلع خجنگ کی مسجد میں شیعوں کو نماز پڑھا یا کرتا تھا و غصہ بھی کرتا تھا۔ اور مولوی بن کو چند طالب علموں کو سبق بھی پڑھا تا تھا لیکن وقتاً فوقتاً اکابر امت کے عیوب ذکر کرتا۔ اور طرح طرح کی گستاخیاں اور بے ادبیاں کرتا۔ آخر تنگ آکر ایک ن شیعوں آپ کے جوتے لگائے اور بیک بنی دو گوش مسجد سے نکال باہر کیا۔ اس ضرب اخرج نے بچائے مؤلف کو کتاب کی تصنیف پر مجبور کیا ہے بلکہ یہ کہ میں نے کتاب اس لئے لکھی ہے کہ شیعہ سنی باہم متفق ہو کر زندگی بسر کریں۔ اور ایک دوسرے کو کافر اور فاسق فاجر نہ کہیں اور نہ ایک دوسرے کو مساجد میں نماز پڑھنے سے روکیں صد کو مکرر غور سے پڑھو یہ پتہ لگ جائیگا کہ یہ سب کچھ اسی واقعہ کا اثر ہے۔ یہاں بھی اسی عجز اندرونی کو اغراض کی صورت میں ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ شیعوں کا اعتقاد ہے کہ اختلاف امتی رحمتہ حدیث ہے جب امت کا باہمی اختلاف ان کے اعتقاد میں رحمتہ ہے تو وقت اختلاف مجھے کیوں جوتے لگائے گئے۔ اور کیوں اپنی مسجد سے نکال باہر کیا۔ اور کیوں اب تک غلیظ و غضب سے دیکھتے اور مردود اعتقاد کرتے ہیں۔ اور باقی شیعوں کو کیوں میری طرح منقوب اور کاذب جانتے ہیں کیا رحمتہ کا مقتضی تعزیر و تعذیب ہے۔ یہ ہے مؤلف کی اس کلام کا مطلب میں کہتا ہوں کہ حدیث شریف کا مقتضی تو واضح رہے۔ مگر بچارہ مؤلف اس کو سمجھ نہیں سکا۔ اب میں اسے سمجھاتا ہوں سنئے مولوی صاحب! شیعوں کا اعتقاد ہے کہ مسائل شرعیہ میں امت محمدیہ کا باہمی اختلاف رحمتہ اور کشف حقائق کا موجب ہے۔ اور حدیث شریف کا مقتضی بھی یہی ہے لیکن چونکہ سنی لوگ شیعوں کو امت محمدیہ سے خارج اعتقاد کرتے ہیں بلکہ ان کو اپنے اصول عقائد کی رو سے کافر اور مرتد لفقین کہتے ہیں اس لئے شیعوں کے نزدیک شیعوں کا ان کے ساتھ اختلاف ایسا اختلاف ہے جیسے ہندوؤں اور سکھوں کا اختلاف سنیوں کے ساتھ ہے جیسے یہ اختلاف رحمت ہے اور رحمت نہیں۔ ویسے شیعوں کا اختلاف بھی رحمت ہے رحمت نہیں۔ چونکہ آپ شیعہ تھے اور شیعوں جیسے فاسد خیالات کا پرچار کرتے رہتے تھے۔ اس لئے آپ کا اختلاف آپ کے لئے رحمت ثابت ہوا۔ اور جوتوں کی مار پڑی۔

مذہب اربعہ تھے کہ پیرو تو آپس میں نہیں لڑتے۔ جانتے ہیں کہ یہ اختلاف رحمت ہے۔ اور رحمت کا مقتضا یہ ہے کہ ایک دوسرے کو اعتقاداً و سچا اعتقاد کریں۔

ترجمہ صاحب نے جو اس عبارت کا ترجمہ کیا ہے ناظرین ذرا اسے بھی بیک نظر دیکھتے جائیں۔ وہ بھی ایک قابل غور چیز ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس چنانہ تمام آفتاب است۔ مؤلف اور ترجمہ دونوں اپنی اپنی جگہ جہالت کے سہرے ہیں۔ (ترجمہ) دیکھیے۔ کہتے ہیں کہ اختلاف امت رحمت کی حدیث ہے۔ سبحان اللہ

کیا با محاورہ ترجمہ ہے۔ کتاب کے پہلے صفحے پر مترجم صاحب لکھتے ہیں کہ میں کتاب کا اردو میں با محاورہ ترجمہ کرنا لگا مآثر اللہ کیا با محاورہ ترجمہ کیا ہے۔ یہ یاد جہالت مذکور قائم رہیگی۔ اور انیوالی سنوں میں آپ کے علم فضل کے چرچے رہیں گے۔

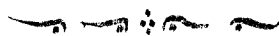
(کائن و دائم) یہاں ایک جز کا ذکر بھی جہالت تھا بے بعد دیگرہ دو جہالتوں کے ذکر نے مؤلف کی جہالت کو اظہار میں اللہ کر دیا ہے۔ فی المسائل کافی تھا۔ نہ کائن کی ضرورت تھی نہ دائم کی۔ کائن "احوال" سے ہے جو بخود بلا ذکر سمجھا جاسکتا ہے۔ اور دائم جہلہ صبیہ کے دوام سے سمجھا جاسکتا ہے۔ یہ زری طوالت ہی نہیں طوالت کے ساتھ حماقت بھی ہے۔ جہالت بھی ہے۔

پھر لفظ کا ہا کو تاکید کیلئے لانا جہالت بعد از جہالت ہے۔ شیخ سنی تمام مسائل میں مختلف نہیں اکثر مسائل میں مختلف ہیں پھر اختلاف اور اتفاق دو متضاد چیزیں ہیں شیعوں اہلبیوں کا بالاتفاق مسائل میں مختلف ہونا چہ معنی؟ ایک دوسرے کے ساتھ متفق ہوتے تو مسائل میں مختلف کیوں ہوتے۔ اور مختلف ہیں تو بالاتفاق مختلف ہونے کی کیا معنی؟

”ہر عقل و دانش بہاید گریست“
کہاں تک ان کی جہالت بے نقاب کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کیف قالوا عنہ کو دیکھو پھر فکیف کیوں الرحمن بالحقین کو غور کرو۔ کیسے بے جہل تھے ہیں۔ اور کیسے بیڈھب فقرے ہیں۔ از سر پانزی جہالت ہی جہالت ہے۔ مع انہم مختلفون فیما بینہم لکھ دیتے یا علان الاختلاف قد ناع فیما بینہم لکھ دیتے تو باوجود اختلاف کے اعتراضات سے گنجی بچ جاتے۔

اسی ص ۵ پر لکھتے ہیں واما سمیت هذا الکتاب۔ ہذا الکتاب میں ایک ہمزہ نہیں لکھا مآثر اللہ ساکنین یا درج کلام ہمزہ کو تلفظ میں ساقط کرتے ہیں کتابت میں ساقط نہیں کرتے۔ یہاں کتابت میں مخدوف ہے جو مؤلف کی جہالت پر دل ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو ان خدا القرآن سے سبق حاصل کر سکتے تھے اور نہیں کہا جاسکتا کہ یہاں بھول چوک سے ہمزہ رک گیا ہے عموماً اس قسم کے ہمزہ جات اس تالیف میں منتر وک ہیں۔ ص ۶ پر ص ۷۲ لا تراض میں نہیں لکھا۔ نہ الاطلاق میں نہیں لکھا۔ ص ۶ پر ہذا الحدیث میں نہیں لکھا۔ اسی طرح ساری کتاب کو دیکھیے جاؤ اس غونے کا ہمزہ مخدوف ہی ہوگا۔ پھر مؤلف اور مترجم دونوں کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہماری کتاب کی تردید لکھے۔ تو عربی زبان میں لکھے۔

شدم بادت از چنیں عرفانِ خام



ارسال الیہدین فی الصلوة

گدشتہ سے پیوستہ

حاجب عرض یہ ہے کہ ناظرین! جب آپ کسی دوسرے مذہب والے انسان سے ایک مسئلہ تسلیم کرنا چاہیں یا مباحثنہ کرنا چاہیں تو ایسی کتاب کے حوالہ سے ثبوت دیں گے جو اس کے مذہب میں مقبول اور معتبر ہو یا ایسی کتاب سے حوالہ دینگے جو یقین کے نزدیک تسلیم شدہ کتاب ہو ایسی لئے علی البحر جانی میر سید شریف نے اپنے رسالہ شریفیہ متن رشیدیہ (جو علم مناظرہ کی مشہور کتاب ہے) میں فرمایا کہ ادب مناظرہ سے ہے کہ مواد استدلال مقبولات یا مسلمات خصم ہوں یعنی مقدمات دلیل مقبولہ یا معتبرہ ہوں۔ یہ طریقہ نہیں کہ کسی مسئلہ کو تسلیم کر اٹھیں خصم سے اور حوالہ دیں اپنے مذہب کی کتاب کا۔ اسی بنا پر عرض کرتا ہوں کہ مسئلہ لا حقہ باندھنے کے متعلق حوالہ یا قرآن سے پیش کر دینا یا کتب معتبرہ شیعہ سے اہل سنت کی کتابوں سے حوالہ ہی نہ پیش کر دینا تاکہ اعتراض کی گنجائش ہی نہ رہے۔

تذکرہ: موجودہ قرآن کو مذہب شیعہ کی رو سے خاص اہل علم شیعہ یا من عثمانی سمجھتے ہیں۔ اور اہل قرآن ان کے عقیدہ کے مطابق غار سرزن رائے میں پوشیدہ ہے۔ اور ان کے عقیدہ کے مطابق غار سرزن رسالہ میں غائب ہے۔ علامہ کلینی نے جلد اول اصول کافی باب مصحف فاطمہ میں لکھا ہے کہ اہل قرآن شیعہ والا دو ثلث قرآن موجود سے زیادہ بھی ہے۔ لہذا واضح ہو کہ حق تو یہ ہے کہ مسئلہ مذکورہ نماز میں حوالہ قرآن سے بھی نہ ہو کیونکہ یہ کتاب اللہ نہ مذہب شیعہ کی معتبر کتاب ہے۔ اور نہ مسلمہ فریقین رہی۔ بلکہ فقط مذہب اہل سنت کی کتاب ہوئی لیکن چونکہ عوام شیعہ جو اپنے مذہب سے ناواقف ہیں۔ قرآن کو ملنے کے مدعی ہیں۔ لہذا قرآن سے بھی ثابت کیا جائیگا۔ سادہ سادہ عرض یہ ہے کہ محکمہ شیعہ میں ملاوت علمی کتابوں کی بہت خصوصیت ہوئی ہے۔ ہماری بخاری شریف اس ہندوستان میں کئی بار طبع ہوئی۔ اور ہر مطبع میں طبع ہوئی جیسے اس لئے کہ کہ ملاوت علمی درس و تدریس و مطالعہ کا کافی سلسلہ ہے مانگ بہت ہوتی ہے۔ بار بار طبع ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی نسخے ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر کلینی کافی جیسی کتاب معتبر شیعہ کی تین بار سے غالباً زیادہ نہیں طبع ہوئی معلوم ہوتا ہے۔ کہ تعلیم تعلیم کی موافقت نہیں۔ یہ بات طعن تو فیض نہیں۔ ایک بات ہے جو واقعیت اور حقیقت کی پیکر ہے۔ ایسی لئے کوئی شیعہ عالم اگر غلط استدلال کر بیٹھے۔ تو بھی جو مذہب والے اس کی اصلاح نہیں کرتے۔ خصوصاً پنجاب میں تو شیعوں کے ذاکر اکثر جاہل مہتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک ذاکر کا جاہلوں میں ایک سنی ملا سے مناظرہ ہوا۔ تو کہنے لگے قرآن میں کہیں اصحاب ثلاثہ کا نام دکھاؤ۔ ملا نے کہا۔ تم علی کا نام دکھاؤ۔ تو ذاکر

نے کہا۔ غیور المغضوب علیہم۔ ایک دفعہ ایک شیعہ سید کا سنی مریدوں نے بائیکاٹ کر دیا۔ اور فصل کے موسم میں نہری علاقہ والوں نے اس کی نذر وغیرہ بند کر دی۔ شاہ صاحب ذکر بھی تھے فرما دیا کہ مجھے قرآن میں حکم ہے نذر لینے کا تم قرآن سے منکر موتے ہو۔ اللہ فرماتا ہے فصل لوبک واخص یعنی جاؤ سیدنا فصل نہر پیکر نہ یہ تو عوام کی حالت ہے علامہ کلینی جیسے عالم متبحر شیعہ سے صاف سہوہ بھائے تو اصلاح نہیں کی جاتی۔ علامہ صاحب اصول کافی باب تقیہ میں ثبوت اجازت تقیہ میں دلیل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یوسفؑ نے تقیہ کیا تھا۔ جو اپنے بھائیوں کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ کہ تم جو رہو۔ حالانکہ یہ استدلال بالکل غلط ہے۔ قرآن میں یوسفؑ کا اس معاملہ میں نام تک بھی ذکر نہیں۔ بلکہ لفظ قرآن میں یہ ہے۔ شہر اذن صوذن ابیتھا العیال نہ کہہ لسا رفوف یعنی کسی بلنے والے نے بلایا کہ تم جو رہو۔ قافلہ ولو! اور وہ خدام یوسف علیہ السلام کے تھے کیسی صاف غلطی ہے۔ مگر آج تک اصلاح نہیں کی گئی۔ لہذا ایسے استدلالات جو ہاتھ کھولنے کے منطبق ہوں سالانہ اس میں نماز کے کھولنے یا باندھنے کا ذکر ہی نہ ہو۔ بلکہ اثرات کما فیہ بھی ذکر نہ ہو۔ تو ایسے استدلالوں کا جواب نہیں دیا جائیگا۔

ایک سال میری نظر سے گذر اجبر کے مصنف ایک ڈاکٹر فیصل حسین صاحب ہیں اس میں کئی آیات لکھ دی ہیں تاکہ دیکھنے والے جاہل شیعہ خوش ہوں کہ ہاتھ کھولنے کے مستحق شاہ صاحب بے شمار آیات سے استدلال کیا ہے۔ حالانکہ آیات ایسی لکھی ہیں جن میں غلطی کا ذکر تک بھی نہیں لیکن آیت کے بعد لکھ دیا ہے کہ اس سے ہاتھ کھولنا ثابت ہو گیا۔ خود شیعہ اہل علم بھی شرمندہ ہیں ایک ٹاٹ سے کسی نے پوچھا کہ چار اور چار کتے چوتے ہیں جو اب یا کہ اٹھ روٹیاں۔ کہا گیا کہ روٹیاں کہاں سے لگائی ہیں۔ لا صاحب نے فرمایا۔ کہ خیال ہی اچھا تھا میں ہمارا خیال اسی فرقہ پر تھا۔ اگرچہ آیت میں ذکر تک بھی نماز میں ہاتھ کھولنے کا نہ ہو۔ مگر اپنے خیال سے قلعہ فتح کر کے فرماتے ہیں۔ ثابت ہو گیا ثابت ہو گیا۔ لہذا استدلال میں آیت کے معنی وہ دیکھو گے جو لغت عرب کے موافق ہو۔ اولاً تو اس لئے کہ لغت مسلمہ فریقین ہے۔ اور اس کو کسی مذہب سے تعلق نہیں سدا اس لئے کہ قرآن آیا ہے عربی میں اور جہاں عرب کی تعلیم بھی اسی سے ہوئی۔ انا انزلناہ قوانع مبطلکہ تعقلون درجہ تحقیق ہم نے نازل کیا قرآن کو عربی زبان میں اس لئے تاکہ تم سمجھ سکو۔

اس تہدید کے بعد میں اپنے مقصد میں شروع ہوتا ہوں۔ اللہ مجھے دلت علم اور سہو سے محفوظ رکھے۔
واللہ الموفق
پہلی دلیل :- یہ کلیہ بالکل صحیح ہے کہ نماز ہی وہ ہے جس میں نیاز ہو جس نماز میں نیاز نہیں وہ نماز بالکل نہیں۔ پسند و جوہ :- اولاً تو اس لئے کہ لفظ نماز فارسی ہے جس کا سنی لغت

ماری میں ہے نیاز۔

۲، عقلاً بھی نماز نیاز کا نام ہے۔ کیونکہ حقنے ارکان نماز اور اعمال و اقوال نمازی نمازیں داد کرتا ہے۔ سب کے سب نماز مقرر ہوئی ہے۔ قیام رکوع سجود قعدہ جلسہ قومہ ان میں سے کوئی چیز جس سے ادب نیاز۔ انکساری کا اظہار نہیں ہوتا۔ ہر رکن میں نمازی کس انداز نیاز سے حضور الہی میں کبریا ہے کہ تو ہی رب اعلیٰ ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ تو ہی رب عظیم ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ تو ہی مالکِ عظمیٰ ہے۔ تو ہی رب العلیین ہے۔ اگر ایک ظالمی الذہن انسان جس نے نہ نماز کی ہے نہ دیکھی ہے پہلی بار نمازی کو نماز پڑھتے دیکھے تو وہ انسان ضرور کہہ دے گا۔ کہ نمازی تو لا فلاح کسی کی نیاز میں مشغول ہے اور اتنا مجاہد ہے کہ گویا نمازی کی کیفیت زبان حال سے کہہ رہی ہے۔

قرامے کردہ ام بادل نہ چھپ سسرازیں درگاہ !!!

سراپنا مسجدہ ایں جابندگی ایں جانیں از ایں جا

۳، شرعاً بھی مقصد نماز سے نیاز ہے اور مدارِ نجات شرعاً وہی نماز ہے جس میں نیاز ہو پار ۱۸ سورۃ المؤمنین پہلی آیت پارہ کی۔ قد افلح المؤمنون الذین ہدٰہ فی صلوٰتہم خاشعون (توجہ) ، بیشک نجات حاصل کی ان مؤمنوں نے جو اپنی نماز میں نیاز کرتے ہیں۔ پارہ ۲ سورۃ بقرہ رکوع ۳ میں فرماتا ہے۔ قوموا للہ قانتین۔ ترجمہ۔ قیام کرو تم محض اللہ کے لئے درآن حالیکہ نیاز سے ہو تم۔

پس جب کشتہ او عقلاً اور شرعاً نماز وہ ہے جس میں نیاز ہو۔ ادب ہو تو اب برائے خدا تھوڑا سا غور سے دیکھئے کہ ہاتھ باندھے ہوئے نماز میں ادب ہے یا ہاتھ کھول کر کھڑا ہو جانا طریق ادب ہے۔ ہاں البتہ آئین سیلوٹ فہارے سے شاید موافق ہے۔ عرفا جب کوئی چھوٹا بڑے بزرگِ اجل عظیم کو خط لکھتا ہے تو سرنامہ میں ہوتا ہے کہ دست بستہ سلام و نیاز کے بعد عرض یہ ہے۔ محاورہ ہے کہا جاتا کہ جناب میں تو دست بستہ کمر بستہ درخویدہ غلام ہوں محسوس ہوتا کہ غلام کا کام ہے کہ دست بستہ ہو اسی میں نیاز ہے جب کوئی مرید بجانب پیرِ قادسیہ جھکتا ہے تو پہلے لفظ پیغام کے یہ ہوتے ہیں امیری طرف سے ہاتھ باندھ کر یوں عرض کرنا۔ برسمِ قدیم جلی آتی ہے کہ جب بادشاہوں کے دربار میں کوئی آدمی حاضر ہو۔ تو پہلی بات یہ ہوتی ہے کہ ہاتھ نیاز سے باندھ لیتا ہے۔ آج سے سات صدی پہلے کا انسان استادِ سخی بوٹا

میں فرماتا ہے جو بر آستان ملک سر نہاد
نیایش کنان بیر بر نہاد

شیعہ اور کسی دونوں حالت نماز میں قیام کر رہے ہوں۔ تو دیکھنے والا کس میں نیاز و ادب کے آثار پائیگا
شیعہ ایسا معلوم ہوگا۔ گویا فوطیچو لانے کے لئے کہو کے سامنے اٹھن کھڑا ہے۔

دوسری دلیل: پارہ آخری سورۃ کوثر میں اپنے نبی کریم کو خطاب کرتے ہوئے خدا فرماتا ہے۔

فصل لوبك وانحر پس نماز ادا کر خالص اپنے رب کیلئے اور وہیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ لے۔

یعنی بے بی کریم ہاتھ باندھ کر نماز پڑھو۔ لفظ نحر کے دو معنی لغت عرب میں مشہور اور متعارف ہیں۔ ایک

ذبح کرنا۔ دوسرا ہاتھوں کو سینہ پر رکھنا اور باندھنا۔ مگر یہاں لغت عربیہ ذکر نماز یعنی مردانہ ہاتھ باندھنا ہوا

قرآن کی اجماع زبان پر اور جامعیت کا یہ بھی حجتہ سمجھا جاسکتا ہے۔ کہ ایک ایسا مشترک المعانی لفظ فرمایا

کہ بہت باتوں کی طرف اشارہ ہے۔ اول یہ کہ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھو۔ دوسرا یہ کہ ذبح کر دجا نور قربانی

کو تیسرا یہ کہ ذبح کر نفس شیطانی کو۔ تو پہلا سبق عبادت ربی ہے۔ دوسرا سبق عبادت مالی ہے۔ تیسرا

سبق علم روحانیت ہے۔ باقی یہ بات کہ کس منہ کتاب لغت میں لفظ نحر کے معنی ہاتھ باندھنے کے ہیں۔

نیز یہ کہ جہاں ذکر نماز ہوا وہاں معنی ذبح مراد نہیں ہوتا۔ ضرور ہاتھ باندھنا ہی ہوتا ہے۔ تو جواباً التماس ہے

کہ فاموس جیسی کوئی کتاب لغت عرب کی معتبر نہیں جس کے ص ۳۹ جلد ثانی فصل النون مع الراء۔

سطر ۴۴ پر لکھا ہے **نحر الرجل فی الصلوٰۃ انتصب ووضعه علی صدره** اور یہ ہوتا ہے کہ کھڑا ہوا اور پیٹھ کا سینہ کو اور

رکھا ہے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر۔ لغت کی کتاب المفردات فی غرائب القرآن ومحض لغت قرآن کیلئے

تصنیف ہوئی اس کے مصنف صاحب تو اس آیت کی تفسیر بحیثیت لغت کے کرتے چلے فرماتے ہیں۔ امر بوضع الید

علی النحر الخ ترجمہ یعنی یہ آیت امر ہے رکھنے ہاتھ کا اوپر سینہ کے۔ ص ۵ سطر ۱۵ مطبوعہ منیہ مصری

سوال از جانب شیعہ) مان لیا کہ بطور لغت معنی یہی ہے اور ہاتھ باندھنا ثابت ہو گیا۔ مگر یہ یہی ہے کہ کسی لغت

والجماعہ کی تفسیر نے نہیں لکھا ہے نہ تفسیر شیعہ نے لکھا ہے۔

(جواب جانب سنی) قرآن لغت عربی میں آیا اور جب لغت عرب میں سنی ہیں اور لغت شیعہ سنی کی

مذہب فریقین ہے تو پھر غرض کیا ہے لغت کے موافق نہ لکھنا شیعوں کا اس کا میں دہمہ و انہیں البتہ اہل اللہ والجماعہ

کی کئی تفسیر میں یہی معنی لکھا ہے تفسیر کبیر مطبوعہ عامرہ مصری ص ۵۵ سطر ۱۲ جلد ششم دوسری طبع علی بن ابی

طالب اندہ فہم ہذا النحر بوضع الیدین علی النحر فی الصلوٰۃ الخ ترجمہ مردی ہے علی بن ابی

طالب سے تحقیق تفسیر کیا کرتے تھے۔ اس دھنر کی ساتھ رکھنے دو ہاتھوں کے اوپر سینہ کے نماز میں۔

تیسری دلیل: جب ثابت ہو گیا ہے کہ مقصد نماز سے نیاز ہے تو عورت شیعہ اور مرد شیعہ

یکساں ہونے چاہئیں حالانکہ شیعہ مذہب عورت کو حکم کرتا ہے کہ ضرور ہاتھ باندھ کر نماز پڑھے یعنی نیاز سے کیا مردوں کو یہ نیاز نہ نماز پڑھنی چاہئے۔ اس فرق کی کوئی وجہ ہونی چاہئے۔ یادہ آیت دکھائی جس میں یہ فرق لکھا ہے۔ ورنہ ثابت ہوا کہ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھنی چاہئے۔ فرق کافی کلینی جلد اول مطبوعہ نوکلشور ص ۱۹ و تفصہ دیدیہا الی صد دھامکاف ثدیہا۔ اور عورت دونوں ہاتھ سینہ پر پستانوں کی جگہ باندھے۔ اور بنید ہی روایت حل الشرائع کے ص ۳۵ پر اور تہذیب الاحکام کے صفحہ ۱۶۱ پر بھی موجود ہے جب خود کتب مذہب شیعہ میں بھی ہاتھ باندھنا ثابت ہو گیا ہے تو اب بجز ضد و تضاد کے قبول حق سے کوئی چیز مانع نیز شیعوں کی اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ علی علیہ السلام نماز ابوکا۔ بدین کے پیچھے بطریقہ پڑھتے تھے۔ حوا کہ سینہ ص ۴۴ مستعہ البیضا اور تہذیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین کافی ہے جب حضرت علی صاحب محض تقیہ اور خوف سے صدیق اکبر کے پیچھے نماز پڑھتے ہوں گے تو نامکن ہے کہ ہاتھ کھول کر پڑھتے ہوں باندھ کر پڑھتے ہو گئے۔ بلکہ من لا یحضر الفقیہ کی کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شیعہ سنی کے پیچھے نماز پڑھتا ہو باندھ کر تقیہ سے پڑھے تو پچیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے تو معلوم ہوا جو نماز ہاتھ کھول کر پڑھے پچیس گنا ثواب بھی محروم رہا اور حضرت علی المرتضیٰ کے بھی خلاف کیا۔ حالانکہ تقیہ پر شیعہ تاقیامت مامور بھی ہیں۔ بلکہ حبل علامہ کلینی لا دین ملن لا تقیہ لد یعنی اس کا دین ہی نہیں جس کا تقیہ نہیں خدائشیوں کو یہ فتوے نصیب رکھتے۔ ورنہ امام حسین علیہ السلام جو کربلا میں لڑتے ہیں اور شہید ہو کر رہے اور تقیہ سے بیت زید نہ کر ہی حالانکہ حضرت علی نے زمانہ خلافت میں تقیہ کیا۔ تو امام حسین مخالف اپنے باپ کے بھی ہوئے۔ اور ان کا دین و ایمان خود باندھ کر رہا۔ اللہ بس میں باقی ہوگی۔

(جز و سوم) تکمیل و تذیل

چشم بد دور۔ ویسے تو ہاتھ کھولنے کے متعلق شیعوں نے کئی آیات دین کے طور پر پیش کی ہیں لیکن خدا صفا دیم ما کہ کے طور پر جو زیادہ شور اور ان کے زعم میں پختہ دلائل ہیں تین آیات ہیں پہلا مخالفہ پارہ ۱۸ سورۃ نور رکوع ۶ والی صافات کل فذی علم صلوٰۃ و تسبیح۔ ترجمہ۔ پڑھنے صف باندھے عبادت کرتے ہیں۔ ہر ایک جانتا ہے اس کی نماز اور تسبیح کو جب پڑھنے صف باندھ کر اڑتے ہیں اس کا نام خداوند کریم نے رکھا ہے عبادت اور نماز اور وہ ہوس میں کھلے ہاتھ۔ تو انسان بھی کھلے ہاتھ نماز پڑھے نہ کہ باندھے ہوئے۔

(الجواب) بریں نقل بہت بباہر گریست۔ ایسے عقل پر قربان جائیے کہ شرف المخلوقات انسان پر لازم کر دیا ہے کہ عبادت میں پڑھوں حیوانوں کی اقتدار کرے۔ پڑھے لباس نہیں پہنتے اور عبادت کرتے ہیں۔

شیعہ صاحبان جب بھی نماز پڑھیں ننگے ہو کر پڑھا کریں۔ پرندے جب صف باندھ کر عبادت کرتے ہیں ان کے لئے قبل کی طرف منہ کرنا لازم نہیں۔ آپ بھی جدھر عرضی آئے نماز پڑھا کیجئے۔ پرندے بازو بھی ہلاتے جاتے ہیں۔ تو آپ بھی نمازیں آرام بالکل نہ کرنا۔ بازو کو ہلانا۔ اور پاؤں سے کودنا۔ پرندے جنگلوں بازاروں میں اڑتے جاتے ہیں بول براز بھی کرتے جاتے ہیں! در عبادت بھی صف باندھے کرتے جاتے ہیں۔ شیعہ صاحب بھی جب مسجد میں نماز پڑھیں بول براز کرتے جائیں پندے نہ استنجا کرتے ہیں نہ وضو شیعہ صاحب بھی بلا استنجاء وضو نماز پڑھیں۔ بہر حال مفہوم اور قیاس بالکل غلط ہے اولاً تو انسانی اور حیوانی عبادت میں فرق ہونا چاہئے ثانیاً عرض ہے کہ یہ آیت پھر بھی سہاری دلیل ہے کہ پرندے اڑنے کی قوت قبض و بسط کرتے ہیں۔ بازو کھلے کرتے ہیں اور باندھ بھی لیتے ہیں تو ہم بھی نمازیں قیام کے وقت ہاتھ باندھے رکھتے ہیں اور رُوع و جسم و قعدہ میں کھلے رکھتے ہیں۔ **دوسرا محالہ** (پارہ ۵ سورتہ نساء۔ رکوع ۵۵) والیاخذوا حذرهم واسلحتهم از جہا پکڑ رکھو تم اپنے سامان اور ہتھیاروں کو۔ تو ہاتھ کھلے ہوئے ہی پکڑ سکتے ہیں۔ اگر ہاتھ باندھے ہونگے تو پکڑے گا کس طرح۔ حالانکہ خداوند کریم یہاں ذکر فرمایا ہے نماز موقعہ خوف کا اور جنگ کا تو معلوم ہوا کہ نماز میں کھلے ہاتھ نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔

(الجواب) شریعت نے وقت ضرورت کے ہزاروں امور جائز رکھے ہیں جو اہل میں جائز نہیں تھے جنم زکا گوشت کھانا حرام ہے۔ مگر جب حالت مجبہ ہو اور نہ کھائے تو مرنے والی قوت لایوت تک کیسے شریعت نے کھانے کی اجازت دی ہے۔ فن اضطرر علیہ باغ ولا عاد فلا اثمہ علیہ۔ موقعہ جنگ میں حفاظت جان کی ہتھیاروں کی حفاظت بھی کرنی ہے اور نماز بھی پڑھنی ہے لہذا ضرورت کیسے ناجائز نہیں ہاتھ کھولنے کی اگر اجازت ہوگی تو کیا ہمیشہ کیسے وظیفہ بھی ہاتھ کھولنا ہو جائے بالکل نہیں۔ لہذا نماز خوف پر نماز امن کا قیاس غلط ہو گیا۔ اگر وہی ہو تو نماز خوف میں اٹھ کر کھڑے ہو کر نماز پڑھا کر بھیجے۔ اور پھر دوسرا نصف فریق آجائے۔ پھر پہلا نصف فریق آجائے۔ باوجود اتنی حرکت و نقل کے نماز خوں نہیں آتا۔ اگر کسی نماز میں میں فیصل کرے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ نیز اس آیت سے بھی ہاتھ کھولنا لازم نہیں آتا کیونکہ ہتھیار اس طرح بھی محفوظ رہتے ہیں کہ جسم سے چسپاں کر دئے جائیں اور ہاتھ باندھے رہیں خصوصاً آنحضرت علیہ السلام کے زمانہ میں سب بڑا ہتھیار سیف تھی بکھر سے بندھی رہتی تھی۔ اور نیز رکش میں بیوست ہوتے تھے۔

تیسری دلیل۔ فطرق اللہ التي فطر الناس علیہا الہ ترجمہ لازم پکڑو تم انسانوں کی پہلے دن دانی شکل کو جس پر پیدا کیا گیا ہے انسان۔ لا تبدل لخلق اللہ۔ ترجمہ اور نہ تبدیل کرو تم خلقت اللہ کو۔ اس آیت میں دو باتوں کا ذکر ہے اول یہ کہ پہلے فطرت جس پر انسان پیدا کیا گیا اس کو محفوظ رکھو۔

دوسرا یہ کہ اللہ کی ہستی اور کیفیت بنائی ہوئی کو نہ تبدیل کرو۔ تو پہلے دن جب انسان اپنی ماں کے پیٹ سے
ظاہر ہوتا ہے اور پیدا ہوتا ہے کھلے ہاتھ ہوتا ہے۔ لہذا نماز میں پہلے دن کی ہستی خدائی کو ہاتھ باندھ کر کیوں تبدیل کرے گا۔
(اجکواب) آپ کے فرمان کا خلاصہ یہ ہوا کہ جو پیدائش کے دن حالت ہے اس کو تبدیل نہ کرنا چاہئے۔
نماز میں وہی حالت رکھنی چاہئے جو پہلے دن تھی۔ بالکل ٹھیک۔ تم شیعوں جس دن پیدا ہوئے ہو۔ اور والدہ اللہ تعالیٰ
ہوتی ہے اس دن آپ کے دانت نہیں ہوتے لہذا اب نماز شیعوں کی تبت یعنی چاہئے کہ تمام شیعوں کے دانت ٹوڑ دیے
جائیں تاکہ تبدیل خلقت الہی کی لازم نہ آئے جس دن شیعوں کو ہاں سے باہر آتا ہے۔ تو پہلے سر اور ہاتھ باہر
آتے ہیں اور پھر پاؤں باہر آتے ہیں۔ تو اب نماز شیعوں تب ہونی چاہئے جبکہ سر ہاتھ زمین پر نیچے ہوں اور ٹانگیں
پاؤں اوپر ہوں۔ ماشاء اللہ عجیب سراج ہوگا۔ پہلے دن یوم ولادت بچہ نکلتا ہوتا ہے۔ نماز میں ننگا ہونا چاہئے
تاکہ تبدیلی خلقت الہی لازم نہ آئے چشم بد دور باد۔ اب آگے کچھ لکھنے کی حاجت نہیں فقط اتنا عرض کر دیتا ہوں۔
کہ مراد فطرت سے توحید ہے یعنی لازم رکھو عقیدہ توحید خدا کا۔ اس کو تبدیل نہ کرو۔ اور یہی ہیں آیت لکھو
تبیہ واضح ہو کہ شیعوں بھی دیکھ کر تے ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی ارسال الیدین
ہے یعنی یہ کہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھو مگر خاص تبلیں ہے ضروریہ مذہب مالک کا ہے مگر مالک بن عطیہ کا جو شیعوں کا مذہب
ہے نہ مذہب مالک امام مجتہد کا جو شیعوں کے مذہب سنت الجماعت ہے۔ امام مالک صاحب کی مشہور متداول
کتاب ہے موطا امام مالک جس میں امام مذکور نے ایک باب میں حدیث بیان و متعلق وضع الیدین احی ہما
علی الاخری ہے نقل فرمائی اور اسی کو اپنا مذہب قرار دیتے۔

روى عنه عمر بن يزيد انه قال ما منكم احد يصلي صلوٰۃ فريضة
في وقتها ثم يصلي معهم صلوٰۃ تقيتہ وهو متوضئ الا كتب الله
له بها خمسا وعشرين درجۃ فارغبوا في ذالك۔

روایت کیا امام جعفر علیہ السلام سے عمر بن زید نے بیشک امام جعفر علیہ السلام نے کہا کہ نہیں تم سے
کوئی جو نماز فریضہ ادا کرے اپنے وقت پر پھر نماز پڑھے شیعوں کے ساتھ نماز تقیہ کے طور پر دریں حال کہ وضو
سے ہو۔ مگر لکھتا ہے اللہ اس نماز کی واسطے پچیس گنا ثواب پس عمل کرو تم شیعوں! اسی بات پر۔

من لا یحضرہ العقیقہ مطبوعہ ^{لکھنؤ} صفحہ ۱۲۷ سطر ۶ جزو اول ۶
مطبع جعفریہ

جن خریداران کے چندہ کی میعاد اس سالہ کے ساتھ ختم ہو رہی ہے۔ براہ کرم اپنا زرچہ بذریعہ
نقداً اور ارسال فرمائیں۔ پی پی میں سوزائے خرچ ہوتے ہیں۔ **مینجر**

ایک استفسار اور اس کا جواب

کرم فرمائے بندہ جناب مولوی صاحب زاد عنایت :- السلام علیکم۔ موضوع آنکہ اس سب الہی بھی تجربے اور قرآن مجید میں بھی آیا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شان میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا: "دفعہ اللہ" یعنی خدا نے اس کو اٹھالیا۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا پر تشریف لائیں گے۔ اور یہ ہمارا ایمان ہے تو پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نہ گئے۔ اور قرآن مجید پھر بھی کہہ گا: "دفعہ اللہ" تو کیا بعض آیات ناسخ منسوخ بھی ہیں۔ اگر کوئی آدمی بنگلہ و پڑہ آئیو الاموتو اس کے ماتھے متصل جواب تحریر فرما کر شکور فرمائیں (احقر سدر احمد منشی صلحداری عفی غنہ از بنگلہ و پڑہ)

(الجواب) اللہ نے فرمایا ہے: "یٰٰ یٰٰ ربّٰہ اللہ" رفع اللہ قرآن مجید میں کہیں نہیں۔ اور اس میں تعجب کی کوئی بھی بات نہیں۔ اور نہ اس سے آیات کا نسخ لازم آتا ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف فرما ہوں گے۔ تب بھی بلا تاویل اس آیت کا معنی صحیح ہوگا۔ دفعہ ماضی کا صیغہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کا یہی اعتقاد ہوگا کہ گذشتہ زمانہ میں مجھے اللہ نے آسمان کی طرف اٹھالیا تھا جب مطلب درست ہے تو نسخ کی ضرورت اور نہ کسی تاویل کی حاجت ہے۔ ہاں اگر دفعہ ماضی کے لئے نہ ہونا بلکہ استمرار کیسے ہوتا جس کا معنی ہوتا کہ اللہ عزوجل عیسیٰ علیہ السلام کو ہمیشہ کیلئے آسمان کی طرف اٹھائے رکھیں گا۔ تو البتہ چونکہ نزول رفع کی ضد ہے تاویل کی ضرورت واقع ہوتی یا استعجاب و منگیہ ہوتا۔ اور چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں موجود نہ تھے اس لئے ان کی طرف ضمیر غائب باج کیا گیا۔ اور بعد از نزول ضمیر غائب اپنی غیبت پر باقی رہ گیا۔ اور ضمیر تسکیم سے نہ بدل لایا گیا۔ اور دفعی اللہ نے پڑھا جائیگا۔ کہ کلام الہی میں بقول محرف لا مبدل لکلمات اللہ "ایک تو تصرف ناجائز ہے و وسر واقعہ کی اہمیت اور اصلیت میں فرق آتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے و مبعث رسول یٰٰ یٰٰقی من بعدی اسمہ احمد عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے زمانہ نبوت میں نبی اسرائیل کو فرمایا تھا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو یہیت کا مصدق ہوں۔ اور ایک رسول کی خوشخبری سننے والا ہوں جو میرے بعد تشریف شریف لائیں گے جن کا اسم گرامی احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا۔ قرآن مجید میں اس کلام کو اسی صورت مخصوصہ کے ساتھ بیان کیا گیا۔ اہل حق یہ بشارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شان اقدس میں اعتقاد کرتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حسب بشارت عیسیٰ تشریف لائے۔ آپ پر اس آیت کا نزول بھی ہوا۔ آپ اس آیت کو اپنے عہد رست

میں پڑھتے پڑھاتے رہے۔ اور یا قی مضارع کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے آئندہ زمانہ میں ایسا جب آپ تشریف لائے ہیں۔ تب بھی یا قی پڑھا جا رہا ہے۔ اس سے قطعاً یہ مخصوص نہیں۔ کہ آپ کی تشریف آوری کے بعد جو اعلیٰ صیغہ استقبال آئندہ زمانہ میں کوئی اور رسول تشریف لائیں گے۔ یہ استقبال عہد عیسوی کے لحاظ سے ہے۔ تو جیسے لفظ یا قی کو بعد از تشریف آوری اپنی سابقہ خصوصیت پر باقی رکھا گیا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا تصرف نہیں روا رکھا گیا۔ اور نہ بعد از تشریف آوری اس آیت کو منسوخ قرار دیا گیا ہے۔ علیٰ فیہ القیاس بعد از وصال مبشر بالفتح صلے اللہ علیہ وسلم اور بعد از نزول و وفات مبشر بالکسر علیہ السلام صیغہ استقبال کو اپنے استقبال پر برقرار رکھا گیا۔ اور سچ و تاویل وغیرہ کوئی تصرف نہ کیا گیا۔ ٹھیک اسی طرح فعل اللہ کا معنی ہے کہ اللہ عزوجل نے جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گذشتہ زمانہ میں اٹھالیا تھا۔ اور یہ بالکل سچ ہے عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول یقین جانیں گے کہ اللہ نے مجھ سے پہلے اٹھالیا تھا۔ کوئی خرابی نہیں اور نہ کوئی یہاں نسخ کی صورت ہے۔ ہاں البتہ آیات میں نسخ وارد ہے اللہ فرماتا ہے۔ مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا ۗ يَسْخَرُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لِيُخْزَوْا يَوْمَ الْحُكْمِ ۚ اللَّهُ لَذِي الْفَتْحِ ۙ

عرض کر دیا جائیگا۔ یہ کوئی آج کے اعتراضات نہیں۔ یہ بحثیں ہوتی چلی آئی ہیں۔ فقط المرقوم ۲۷۔ ربيع الآخر ۱۲۸۵ھ (حکیم محمد عظیم الدین از حکیم ۲۳۳ ضلع تحصیل جھنگ)

حساب و دستاں

حن اصحاب کی مینا و خندیداری کے نام و نمبر ذیل میں درج ہیں۔ ان کی مدت خندیداری اس ہینے ختم ہو گئی ہے ایسے حضرات براہ کرم آئندہ کیلئے اپنا زچہ بدریہ مینی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اگر خدا نخواستہ کسی مجبوری کی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو۔ تو بدریہ کارڈ دفتر شمس الاسلام کو مطلع فرمائیں۔ خاموشی کی صورت میں ماہ ستمبر کا رچہ بدریہ دی۔ پی ارسال ہوگا۔

۱۷۹	۱۵) بابو اللہ دتہ صاحب کریمہ	۲۰۷
۱۱۱۲	۱۶) سیکرٹری صاحب لبریری	۱۱۲۱
۱۱۱۶	۱۷) مولوی ایم سید محمد میاں صاحب شلائی	۱۱۲۳
۱۸۳	۱۸) سید ارشد علی صاحب لائپور	۹۱۸

بنگش و کلب علی شیعہ کی تیرہویں ملاقات

بذلہ شاعت گذشتہ ماہ مئی ۱۳۳۵ھ

(ارخان زاوہ عن سلام احمد خان صاحب بنگش)

کلب عباس۔ دیکھ بنگش ہم مع کلب علی و کلب حسین اپنے گذشتہ سوال کے جواب سننے کے لئے حاضر ہوئے ہیں کہ قرطاس کا واقعہ تو بہت مشہور ہے۔ اور آپ نے دلائل عقلی و نقلی کے ذریعہ اس کو اپنی طرف سے بے اصل ثابت کرنے کی کوشش کر کے ہم کو بھی حیرت و اشتباہ میں ڈال دیا۔ پھر یہ تو بتاؤ کہ قرطاس کا واقعہ اس قدر کیوں مشہور ہے؟

بنگش۔ کسی واقعہ کی شہرت اس کی سچائی کی دلیل نہیں ہوتی۔ زال پیر تم کا قصہ کس قدر مشہور ہے کہ اس کو سیرغ نے اٹھا کر اپنے گھونسلے میں رکھا اور بالہ حالانکہ نہ دنیا میں سیرغ کا وجود ہے نہ سیرغ کوئی دودھ والا جانور ہے کہ اس کو پالتا۔ ورنہ یورپ امریکہ کے سیاحین دنیا کا کونہ کونہ چھانٹ کر اس کا پتہ ضرور لگاتے و قوم۔ آپ کا آقا مش کلکشا کس قدر لامحدود عظمت شان کے ساتھ چار دانگ عالم میں مشککشانی اور شانِ خدائی کے ساتھ سعی اور مشہور کیا گیا ہے حتیٰ کہ صوفیان اسلام کش بھی آپ کی ہاں میں ہاں ملا کر نبیوں کے لباس میں اسلامی تعلیم سے خلقِ خدا کو بیگانہ کرنے اور شرک بنانے میں سرگرم عمل ہیں۔ چنانچہ درجِ خفائے ہم جن ۱۹۲۵ء میں ایک جہلیانی سید سجاد نشین کی طرف سے قرطاز سے کہ صاحبِ صوف اپنے دیوان میں فرماتے ہیں ۵

عجب علی نقش زن سینہ ام شیعہ نیم سنی بے کینہ ام
گو یا اتنی سنی دشمن ہیں۔ اپنے تجربہ کی بنا پر میں اسی وقت متاؤ گیا۔ کہ دین و ایمان یعنی قرآن کا دشمن ایڈیٹر
درجِ خفائے کسی سنی کا ذکر خیر زبان پر لاؤے جہاں شاو کلا۔ بالے الحمد للہ کہ ایک سفینہ کے اندر اندر میرا گمان
صحیح نکلا۔ ملاحظہ ہو درجِ خفائے یکم جولائی ۱۳۳۵ء کا پرچہ کہ اس میں اسی مذکورہ سنی جہلیانی پیر صاحب کی طرف
سے کیے واضح اور صاف صاف الفاظ میں شرک آموز ہوا ہے ۵

بندہ ہوں میں علی کا مولامیر علی ہے	والی میرا علی ہے آقا میرا علی ہے
ہمنام ہے خدا کا محسوب مصطفیٰ کا	باشانِ کبریا بی نام خدا علی ہے
نفسِ رسولِ اکرم شانِ خدا علی ہے	لا استہا علی ہے لا انتہا علی ہے
کا برہم سے ہمدم ہرگز نہ کیجئے جو غم	مشکلکشائے عالم دستِ خدا علی ہے

یہ سجادہٴ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ کسی مقام کا بنایا جاتا ہے۔ یہ تو ہم جن نظامی دہوی کا نام کر رہے تھے کہ اہل سنت کے لباس میں لاکھوں خلق خدا کو گرا کر کیا لیکن مسلمانوں کی شامت اور ادبار کے لئے اب یہ دوسرا فاضلہ کا یہ پیرہن بھی جیلانی پیر صاحب نظر صاحب نظر نے اپنے اشعار میں کیسے کیسے بے بہا مونی پرے ہیں۔ یہ علی شاکستہ عالم خدائی ترانہ کہنے والا ایک ایسی ہستی ہے کہ جس کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ اب یہ بتایا جائے کہ خدا اور اس میں کوئی چیز اور صفت میں فرق ہے۔

راؤ دم رب مرطلب، دیکھ کلب عباس شکستہ بھی شہید ہوا۔ رحمہ اللہ۔ کیا آپ کے ہاں شکستہ اور شانِ خدائی و کبرائی ایسی کہتے ہیں۔ (بریں عقل و دانش بیاہر گریست) (سویم) امیر حمزہ اور اس کا ہزار من والا گرز کس قدر مشہور ہے۔ حالانکہ نہ وہ بادشاہ تھے نہ کسی ملک کے حکمران۔ چھ سال تک اپنے آبائی مذہب پر رہے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ جس کے بعد جناب اُحدیں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

غور کا مقام ہے۔ کہ ایک ہزار من گرز کون سے کارخانہ میں بنا جبکہ اس وقت کوئی جو قیل کا آلہ یا برقی کارخانہ بھی پردہ زمین پر نہ تھا۔ پھر اس گھوڑے کا کیا کہنا کہ سوار کو مع ایک ہزار من گرز کے اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے سیدانوں میں دوڑنا اور پیس ٹول پر بلا تکلف چڑھتا رہا۔ (چہارم) آپ لوگوں نے صرف کئی کے بارہ آدمیوں کو منتخب کر کے ان پر دو زورہ امام کا نام رکھا۔ حالانکہ خود آپ کی کتابوں سے ثابت ہوئے۔ کہ امت کا حقدار صرف ایک فرضی شخص بنام مہدی ہے۔ آپ جلدی نہ کیجئے۔ آپ کے اقوال آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ کافی کتاب الحجۃ حاشیہ ص ۱۰۱۔ المرد با کاماتہ الریاست العامة علی جمیع الناس۔ مجالس المؤمنین ۱۸۶۔ خلافت و امامت حکومتی است عامہ در دین و دنیا۔

ان ہر دو حوالہ جات کا ترجمہ یہ ہے کہ خلافت اور امامت سے مراد یہ ہے کہ تمام لوگوں پر اس کو دین اور دنیا کی حکومت حاصل ہو۔ حالانکہ مولانا کی خلافت کے بارے میں تو آپ بھی قائل ہیں بلکہ ان کو امامت و خلافت عامہ یعنی عام لوگوں پر حاصل نہ تھی۔ اسی طرح خلافت اور امامت آپ کے کسی امام کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور آپ میں کہ دو زورہ امام نام لپکا رہے ہیں۔ رہا نیکو کار اور بزرگوار جاننا۔ اس لحاظ سے تو ہم آپ کے پیش کردہ اماموں کے مع ان کے جملہ فرزندوں کے مومن اور بزرگوار جانتے ہیں۔ سیدنا علی کے بیٹے۔ حضرت حسن کے۔ اور حسین کے۔ زین العابدین محمد باقر کے جعفر کے موسیٰ کاظم کے علی رضا کے محمد تقی کے علی نقی کے (حسن عسکری کے سہ ماہی کے نزدیک نداد اور آپ کے نزدیک (ایک) ۹۹ نفری۔ اور ہم لوگ جملہ فرقہ ہائے رافضہ نے ان سب میں سے صرف ۱۲ کو منتخب کر کے باقی کو نہ صرف چھوڑ چکے ہو۔

بلکہ ان میں سے کئی نام تمہارے نزدیک محمد و خراج از اسلام بھی ہیں۔ پھر بتاؤ تم اچھے یا ہم اچھے پس شہرت عامہ کا کوئی اعتبار نہیں۔

کلب عباس پھر آپ اپنا عندی بھی تو بتلا دیں کہ آپ کی رائے اس بارے میں کیا ہے؟
بنگش: فرمائیے سخن صرف آپ اور آپ کے فرقہ خاصہ کی طرف ہے۔ اپنے
سفیدوں سے کوئی مخاطب نہیں۔ دیکھ کلب بس! اگر وصیت نامہ کیلئے طلبی تو کس تسلیم

کر لیا جائے۔ تو بھی اس سے مراد قرآن کریم و فرقان عظیم کے ہوتے ہوئے نہ کوئی ہدایت نامہ لکھنا مقصود تھا۔ اور
نہ وصیت نامہ جیسا کہ گذشتہ تیرہوں ملاقات میں مفصل مذکور ہوا البتہ واقعات مابعد زلطرہ و ذکر نتیجہ
بآسانی نکالا جاسکتا ہے۔ کہ ہونہ ہو۔ آنحضرت کچھ نصائح حضرت علیؓ اور ان کی ذریت کو لکھنا چاہتے
تھے۔ جن پر خدا کی طرف سے اکثر انوار کشف ہو چکے تھے۔

۱۔ یہ کہ دیکھ ابیس کی تباہی کو نہ نظر رکھتے ہوئے تم اور تمہاری جملہ اولاد و اخوان اپنی نسب پر غرہ نہ ہو جانا۔
۲۔ تم اور تمہارے مابعد و عیان امامت مباحی مدعیان علم نبیب ماکان و مایکون نیکر خود کو ہدف طعن و
آشت نہائی عالم نہ بنانا۔ اوصمت کا دعویٰ کر کے انبیاء کا ہمسری کا دعویٰ نہ کرنا۔

۳۔ خدا کی گرفت سے ڈر ہو کر خود کو ضامنان جنت نہ بنانا۔

۴۔ خدا کی طرف سے رنگ برنگ کتابوں کو منتریل بتاتے ہوئے قرآن مقدس کو بقید اور غفلت
بنانے کی سعی لاکھل نہ کرنا۔

۵۔ خدائے حق اور میرے بعد حلال اور حرام کے بارے میں خود کو محنت و عام نہ بستلانا۔

۶۔ جھوٹی آیتیں اپنی طرف سے بنا کر ان کو جز و قرآن اور منتریل من اللہ نہ کہنا۔

۷۔ فحاش اور بزدلان بن کر لوگوں کو لعن و لعن کا عادی نہ بنانا۔ بالخصوص خدا کے برگزیدہ پیغمبروں کی
تہک اور ہماری اصحابوں کی امانت کا از کتاب نہ کرنا۔

۸۔ دشا و ہم فی الکھم کے حکم ربانی پر کار بند ہوتے ہوئے اپنے مسلم حکمران سے سرتابی نہ کرنا۔

۹۔ بیت المال کی رقم بلا اجازت خلیفہ وقت کسی طریقہ سے حائل کرنے کی حیلہ سازی نہ کرنا۔

۱۰۔ کسی وقت بھی عاصت فی الدین نہ کرنا۔

۱۱۔ جھوٹ بولنے کے لئے قانون الہی میں تفسیر کی دفعہ کا اضافہ نہ کرنا۔

۱۲۔ باوجود رکھنے اس علم کے کہ تمہاری ذریت و اولاد کو زمین کے بادشاہی میں حصہ نہیں اس کے حصول
کی میس خام میں مبتلا ہو کر میری امت میں تفرقہ اندازی و لاکت خلق خدا کے موجب نہ بن جانا۔

جب بذریعہ کشف باطنی والہام حقانی معلوم ہوا کہ ان سب امور کا ارتکاب دیدہ و دانستہ ذریت یعقوب بنی اللہ کی طرح یہ لوگ بھی کریں گے۔ تو اس قرطاسِ مخیر کرانا کا ارادہ ترک فرمادیا۔ ورنہ خدا کی دہشتناکی والہام یحصل من الناس کی موجودگی میں کسی بھی بشر کی طاقت نہ تھی۔ کہ اس حضرت کو اپنے ارادہ سے باز رکھے۔

کلب عباس۔ آپ کی اس مرقومہ آیت میں ناس سے مراد دواڑہ امام ہیں جیسا کہ امام محمد بن نے کافی میں اور عماد المحدثین نے حیات القلوب میں اس کی تفسیر فرمائی ہے جس کی سہ گرا عاودہ کی ضرورت نہیں پس رسول خدا کا امن میں رہنا دواڑہ امام سے ہوا نہ عام لوگوں سے۔

بنگش۔ بھائی ہم کو دوبارہ فہرست جیسے سپہ سالار کی سرکردگی میں لکھنؤ کے غیر فرار کراریوں مقابلہ اور مقاومت سے معاف رکھنا۔ اگر کچھ پوچھنا ہو تو حایری لاہوری یا مدرستہ الوطنین لکھنؤ کے سند یافتہ مجتہدین سے پوچھنا۔ جو اپنے نشریات و دیلات سے بال کی کھال بھی اُتار سکتے ہیں۔

کلب عباس۔ اگر آپ نے ان بارگاہِ غایت کردہ الزامات کو ہماری کتب سے ثابت کیا۔ تو آپ جو شرم بھی لگائیں یہیں منظور ہوگی۔

بنگش۔ بس اسی قدر شہ طبعہ القاس ہے۔ کہ موجودہ قرآنِ عظیم کو آپ کی جن جن کتابوں نے تحریف اور نامکمل بنایا ہے۔ ان سے تبرا کر کے جملہ اصحابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دواڑہ اماموں کی طرح پیشوا اور امام تصور کرنا۔

بنگش۔ اے نبوت کے لئے آپ کا وہ ڈھنڈورہ جو دین محمد نام لاہوری کے ذریعہ بنگش کا غدوں پر بندوستان کے کونہ کونہ حتیٰ کہ سجن میں بھی چسپاں ہیں۔

خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں پانچویں تن محمد است و علی۔ فاطمہ حسین و حسن اور زہرا آپ کو اس سے بھی انکار نہیں۔ کہ آپ اپنے مذہبی عقیدہ کی بنا پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و علی کی پیروی کو ایک ہی نور سے مانتے ہیں۔ بلکہ کافی کتاب الحجۃ ص ۱۱۱ پر ہے: عن ابی خالد قال سألت ابا جعفر عن قول اللہ تعالیٰ۔ فاصونا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا۔ فقال یا با خالد النور واللہ الامیہ من آل محمد الی یوم القیامہ وہم واللہ نور اللہ الذی انزل وہم واللہ نور اللہ فی السموات و فی الارض۔ اس مقام میں سادہ لوح افراد پر اپنا سہ جمانے کے لئے مرقومہ آیت مبارک کی حسبِ ذیل تاویل کی گئی ہے کہ خدا کا نازل کردہ نور جو مذکور ہوا۔ خدا کی قسم وہ ہم ہی اماموں کا گروہ ہے۔ قیامت تک اور ہم ہی وہ نور ہیں۔ جو نازل کئے گئے ہیں اور ہم ہی خدا کے نور ہیں۔ آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی۔ حالانکہ یہ سارے جھوٹ اور

من گھڑت روایات میں سوائے ایک ذات مقدس کے جن کی زبان حق ترجمان نے بصیغہ واحد ہم واضح فرمادیا ہے۔ کہ اول ما خلق اللہ نوری۔ کہ خدا نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کر دیا ہے فقط اسی قدر درست باقی غلط۔ اولاد بن جانے سے کسی کو اپنے باپ دادا کا درجہ ملنا تو ضروری نہیں۔ ۲ کے متعلق بھی ذرا کافی حدیث جعفری لاسطرح کر کے یعقوب گیلانی کی قبر پر چھوٹوں کا ہر چڑھا جس کہ اس نے ایک ایسا بے نظیر بیجا جہا جس نے اپنے فن عیاری سے ایک طرف جملہ اصحابِ رسول اللہ کو دل کھل کر تہ نہ لھن طعن نہایا۔ تو دوسری طرف اپنے برگزیدہ اماموں کو جھوٹے اور خود غرض ثابت کرنے میں ایسے زباں فریب اور غلط کش منتروں سے کام لیا ہے کہ دنیا سے رخصتہ کے بڑے بڑے علامہ اور عظام مجتہدین کی آنکھوں پر بیٹا باندھ کر دیدہ و دانستہ عقل اور بنیائی سے محروم کر چکے ہیں۔ آنکھ کھول کر اور دل مل کر ذرا مطالعہ کرنا چاہیے۔

اصول کافی ص ۱۵۹۔ باب ان الایم علیہم السلام علم ماکان وما یون واندہ لایحقی علیہم شیئ من سیف النمار قال کنا مع ابی عبد اللہ لجماعۃ من الشیعۃ فی الجھن قال علینا عین فلتغتیا مینۃ ولسی فی فلم نر احداً فقلنا لیس علینا عین فقال رب الکعبۃ رب البنۃ ثلاث مرات لو کنت بنی الموسی والخضر لآخرتہما انی اعلم منهما ولائہما تھا ما لیس فی ایدیمہما لآن موسی والخضر علیہما السلام اعطیا علم ماکان ولہم یعطیا علم ما یون ترجمہ: سیف النمار کہتا ہے۔ کہ ہم شیعوں کی ایک جماعت جعفر صادق کے حضور مقام کجہر میں بیٹھے ہوئے تھے اس درمیان میں حضور نے فرمایا۔ کہ دیکھ کوئی جاسوس تو نہ ہو پھر ساری کی ساری جماعت نے دیکھ لیا کہ دیکھنا شروع کیا۔ تو ہم نے کسی کو اس پاس نہ پایا۔ پھر ہم لوگوں نے عرض کیا۔ کہ حضرت کوئی جاسوس ہو جو ہمیں دل کھول کر اسرارِ امامت اور راز کی باتیں بیان فرمائیں۔ پھر تو امام صاحب نے دل جمعی کے ساتھ ہمیں ارشاد فرمایا کہ میری کلیم اللہ اور خضر کو تو پچھلے زمانے کا علم تھا لیکن اگلے آنے والے زمانے کا علم نہ تھا۔ اور میں ان دونوں سے بدرجہا بڑھ کر علم رکھتا ہوں کیونکہ جب سے خدا نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا۔ اور جب تک زمین آسمان اور عرش خدا قائم ہے۔ کل جہان اور کائنات میں ذرہ ذرہ کا علم ہم کو محال ہے! در کوئی چیز ہم سے چھپی نہیں۔ اگر اس وقت میں موجود ہوتا۔ تو ان دونوں کو بتلاتا کہ آپ دونوں جس مقصد کیلئے سفر پر جازیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ یہ واقعات رومنا ہو گئے۔ شروع سے آخر تک ان کو سناتے ہیں اور اپنے دعویٰ پر تین دفعہ قسم بھی چھایا۔ ناظرین کرام! اس روایت کے عجائبات ذرا سنئے جائیں۔ عنوان تو یہ ہے۔ کہ خدا کی خدائی

میں جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے یا ہوتا جائیگا۔ شیعوہ اماموں سے کوئی امر پوشیدہ نہیں۔ لیکن یہاں ذیل امور قابلِ توجہ ہیں۔
اول: امام کو اپنے گھر کا بھی علم نہ تھا جتنی کہ گھر کی چار دیواری میں کو نہ کو نہ ڈھونڈ کر تمام ہم نشین شیعوں کے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ حضور کوئی جاسوس موجود نہیں۔ جو کچھ آپ چاہتے ہیں بے خوف بیان فرمائیں کیا غلط دعویٰ کیا تھا۔ **نوٹ:** ایک سچم یعنی پنڈت کی نسبت سدی علیہ الرحمۃ کا فرمودہ اس مقام پر لکھا درست لکھا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔

تو فرارِ فلک چہ دانی چیت چوں ندانی کہ درِ شکر تو کیت
 ترجمہ: یعنی پنڈت جی جب تم کو اپنے گھر کی خبر نہیں۔ تو ناپسند آکر آسمانوں کے رازوں سے تم کو کیا ہوگا۔
 بس اسی طرح اس مقام پر بھی غور کیجئے کہ حضور امام عالی مقام کو اپنی لٹیا کی خبر نہیں۔ حاضر خدمت فداکاروں سے فرماتے ہیں کہ ذرا دیکھیں بائیں نظر دوڑانا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی جاسوس موجود ہو۔ اس کے ذریعہ میری خفیہ تعلیمات سے سنی دنیا جبر نہ پائے جو مجھ کو بھی ریشخندِ عالم بنائیں گے اور میرے لاجعلم خدایوں کو بھی سمجھا سمجھا کر مجھ سے بظن کریں گے۔ حتیٰ کہ اپنے جدِ بزرگوار حیدر کرار کی طرح (اللہ وحده) مجھے تنہا چھوڑ کر متفرق ہو جائیں گے۔ خدا کی قدرت کاملہ کی کیا کہنا۔ کہ اُن حاضرینِ شیعہوں سے ایک کو بھی انسانی عقل و ذہانت سے بہرہ نہ تھا۔ جو عرض کرتا کہ حضور والا جب آپ کو چند منٹ کے صلہ پر بھی نہیں تو تمام دنیا کے واقعات روزمرہ پر کیونکر عبورِ حاصل ہوگا۔ کیا حضور ہم کو سنیوں کی طرح ناس جان کر حیلانِ لاجعلم بنانا چاہتے ہیں۔ پھر خدا کی شان کہ برابرِ گیارہ سو برس سے یہی کتاب دینائے راقضہ کرتا ہے۔ طہرانِ مستحکم اور کوفۃ السند لکھنؤ میں زیرِ تدبیر اور ہزاروں مدعیانِ علم امامت مجتہدین کے زیرِ مطالعہ رہی اور ہے۔ مگر قادر و قادرِ خدا اپنے نازل کردہ فرمان کا نمونہ کیسے صفائی سے پیش کر رہا ہے کہ ختم اللہ علیٰ قلوبہم و علیٰ سمعہم و علیٰ ابصارہم غشاۃ کہ میں نے اپنے سنا دین کے دلوں اور کانوں پر مہر لگایا۔ اور اللہ ہی اُن کی آنکھوں پر بھی پردہ ڈال دیا ہے کسی کو بھی امام کی یہ فاش غلطی معلوم نہ ہو سکی۔ کافی کی شرح پر شرح ہو رہی ہیں۔ مگر کسی کی بھی آنکھیں نہیں کھلیں۔

دوم: دعویٰ کس قدر عظیم الشان اور علیٰ کارروائی کیسی طفلانہ کہ اُٹھو اور جاسوس کی تفتیش کر کے مجھے مطمئن کر دو۔

سوم: دماغی علو کس قدر اُدنچا۔ گویا آسمان پر زردبان یعنی زینہ کے ذریعہ چڑھنے کا دعویٰ کرنا کہ میں علم میں سوسی پیغمبر اور حاضر سے بڑھ کر ہوں۔ تو کاذبینِ رانیکو سختی پاکر آسمان نیز پر خشتی

میں کلب عباس! ذرا غور سے سن۔ یہ تو آپ کو بھی تسلیم ہوگا۔ کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے پانچ نفر اولاخرم افضل اور بہتر ہیں جن میں ایک موسیٰ کلیم اللہ بھی ہے۔ صلوة اللہ علیہم وعلیٰ اولہم وعلیٰ اولہم کا فی ۱۳۷۰ء۔ رہا خضر اول تو اس کی پیغمبری میں شک ہے۔ اور اگر مانا بھی جائے۔ تو بھی بہر حال موسیٰ علیہ السلام سے مرتبہ میں یقیناً کم ہے۔ پس جبکہ شیعہ امام کے مورث اعلیٰ علی مرتضیٰ نے خود بہ نفس نفوذ خضر علیہ السلام سے شرف تعلیم حاصل کر کے جنگ بدر میں اس کے ذریعے فتح مندی کا نشان بلند کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو حیات القلوب) جب ایسا علم کل کا مالک تو خضر جیسے نبی کا شاگرد رہا ہو۔ تو آپ کا یہ دعویٰ کس قدر خسرو آفرین ہے کہ میں علم میں موسیٰ پیغمبر پر بھی فوقیت رکھتا ہوں۔ **آدم برسر مطلب** اندر میں صورت کیا آپ کا امام واقعی صادق حق ناطق ہو سکتا ہے واللہ کہ ہرگز نہیں۔ بالخصوص اپنے اقوال کو غیروں سے چھپانا کیسا معنی خیز ہے۔ الحاق اگر وہ ایسا نہ کرتے تو جیسا موجودہ وقت میں نبش جیسے ایک کچ مج زبان اور کس پیرس شخص نے حدیث زریحہ پر چنے اڑائے تو خدا اجل نے اس زمانہ کے آئینہ دین اور پیشوائے علوم عقلی و قلبی آنجناب کو کن خطبات عالیہ سے سبب از فرماتے۔ شکر ہے کہ آنجناب نے اس قسم کے بے سرو پا اقوال کو تقیہ میں کھکر ذوالحقول سلیمہ کے سامنے ان کے اظہار کا جرأت نہ کیا۔ (ملاحظہ ہو) (محافل المؤمنین چھاپہ پرنس سلاطین) شاگرد موسیٰ ابو حنیفہ نسبت حضرت امام خضر امینہ ربوہ کہ انہیں حضرت سب سے از احادیث شنیہ وچوں آں حضرت اور از مردودان میدانست از دفعی سے نودہ اظہار مذہب حق باونے کرد۔ ترجمہ :- امام ابو حنیفہ کی شاگردی جو صف صادق سے پس اسی قدر حق ہے کہ ان سے گنتی کی چند احادیث سن چکے تھے۔ مگر چونکہ اس کو مردود لوگوں میں سے جانتے تھے۔ اس لئے اس سے تقیہ کرتے ہوئے مذہب حق کا اظہار اس پر نہ کرتے تھے۔

پیارے کلب عباس وکلب علی۔ اب ہم ان تمام واقعات مذکورہ سے سوائے اس کے کیا نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ اگر آپ کا قول تسلیم کیا جائے تو ماننا پڑیگا۔ کہ واقعی آپ کے امام ایسی اسلام کش تعلیمات اور اپنی جھوٹے خود ستائی کے تمام افسانے امام ابو حنیفہ سے چھپاتے تھے کیونکہ وہ ان کو اپنے نزدیک مردود سمجھتے تھے۔ جیسا کہ آپ کے فاضل صاحب نے بیان کیا۔ اور ضرور ہے کہ وہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ایک ایک جزو کو الگ الگ رکھتے۔ باوجود اس قدر اہتمام تقیہ کے پھر بھی ائمہ دین میں حضرت امام ابو حنیفہ شافعی۔ مالک۔ احمد حنبل۔ قاضی ابویوسف۔ محمد سفیان ثوری۔ رضی اللہ عنہم کو بذریعہ کشف باطنی یا الہام ربانی یہ یروضہ چھپا تھا۔

کہ باقی مذہب شیعہ اور ان کے خلفائے مابعد قرآن کی تحریف اور احادیث نبوی کی تکذیب اور اصحاب باصواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحفیر و تذلیل میں اڑی سے چوٹی ٹک زور لگا کر کوئی کسر باقی نہ چھوڑیں گے۔ لہذا سب کے سب نے بالاتفاق اس مذہب اور اس کے باقی کو مردود و مٹھا کر اپنے پیروان کے سوا اعظم کو حکم دیا۔ کہ خبردار کعبہ کی مسجد الحرام اور مدینہ کی مسجد نبوی میں اس گروہ کے مصلیٰ کو نہ چھوڑنا چنانچہ خلفائے بعد از ان سلاطین ترک نے اس حکم کی ایسی سختی سے تعمیل کی کہ ابھی تک تیرہ سو پچپن برس میں کوئی مصلیٰ رافضہ کے کسی گروہ کا ان مقدس مقامات میں موجود نہیں۔ تیرہ سخت ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اب بھی آپ سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ لہذا میں اپنے درود کو بحضور جناب امامت تاب پیچا ماضی خیال کرنا ہوں۔ تاکہ آپ پر یعقوب کلینی کے ذریعہ حضرت صادق کو پہچانے کی تکلیف گوارا فرماویں۔ کیونکہ ان کے علم مایوں کا سلسلہ تا قیام قیامت قائم ہے۔ وہود و ہذا

علم غیب تو کجا رفت حیف	حجر و حساب تو کجا رفت حیف
فخر علوم ازلی تا ابد	آں زجباب تو کجا رفت حیف
عین توشد عین جوای عین من	آں ہمہ خواب تو کجا رفت حیف
علم کیونت ز زمین تا بہ عرش	ہمچو شباب تو کجا رفت حیف
غرق تفرج بہ چہیں سادگی	زہن سراب تو کجا رفت حیف
آخہ تو گفتی نہ چنیں گفتی است	عقل بتاب تو کجا رفت حیف
تو ز کجا علم خدائی کجا	رائے صواب تو کجا رفت حیف
احمد چہارہ درں حیرت است	درس و خطاب تو کجا رفت حیف

کلب عباس صاحب! ان بارہ الزامات میں سے دو کاثبوت آپ کے امام مہدی کی پسند کردہ کتاب کافی سے ہے چکار۔ باقی دس کتب بھی انت، اللہ آئینہ شجبت میں پیش کئے جادیں گے۔

کلب عباس۔ آپ کا یہ جملہ طومار میں نے بخور سنا۔ صرف دو مقامات میں آپ نے لغزش کھائی۔ ایک تمہارا یہ کہنا۔ کہ تم تمام رافضہ و وزدہ امام کے سوا ان کے اکثر اولاد سے نہ صرف انکار بلکہ ان میں سے اکثر کو ملحد اور اسلام سے بھی خارج سمجھتے ہیں۔ دوم یہ کہ آپ نے بس لاکھ علوم کے مالک جبریل امین کے مرشد مولا علی کو حاضر جلیے ایک لی کا ش گرد بتایا۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ

بنگش: اس موقع پر اور اس وقت میں میں آپ کے اس دعا کو پورا نہیں کر سکتا۔ البتہ آپ نے بڑے بڑے القاب اے نامی گرامی مولویوں سے دریافت کر کے اپنا اطمینان حاصل کریں۔ اگر آپ کو انہوں نے اپنی حسبِ عادت ادھر ادھر کے حیلوں حوالوں سے پرگندہ کر کے مطمئن اور قائل نہ کر دیا تو پھر میں بہم جوہ آپ کی استدعا کو پورا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یا رزندہ محبت باقی دوستو! رخصت کے وقت اپنے درد بھرے دل سے ایک رباعی پیش کرتے ہوئے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس کو بیدہ عبرت ملاحظہ کر کے اپنے نفرت انگیز ناموں کی اصلاح پر خود بھی متوجہ ہوں۔ اور اپنی آئندہ فعلوں کو بھی بچانے کے لئے کوئی عملی نمونہ دکھائیں۔

نہیب کہ تہذیب اسماش باشد در کل جہاں آئیمہ ناسش باشد
نظارہ تہذیب و داسماش ببین چوں کلب علی کلب عباسش باشد

نفت و نظر

نہضہ ترندکرہ: محمد پنجاب عنایت اللہ مشرقی کی الحاد پر ور کتاب کا مختصر مکتبہ جواب جو آج سے بارہ سال قبل اخبار زمیندار میں شائع ہوا تھا۔ کتابی صورت میں حلقہ دعوت و ارشاد اہل شرعی طرف سے شائع ہوا ہے۔ فضل مصنف پوہدری محمد حسین صاحب ایم۔ اے نے مشرقی کے نام مکتوب مفتوح کے طور پر یہ بیان زمینداری طبع کر دیا تھا جس کا جواب آج تک مشرقی صاحب نہیں دے سکے۔ پوہدری صاحب نے تذکرہ کے طویل اور لا طائل مضامین میں سے اصل مطالب اخذ کر کے ان کا منہ قوط جواب دیے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ یہ سالہ تعداد کثیر میں خرید کر فریب خوردہ اصحاب میں تقسیم کریں۔

قیمت باب آئہ **فی سنہ** پانچ روپے
ملنے کا ہند: بہتم حلقہ دعوت و ارشاد چوک بابا اہل اُمرت شہر

عہد حاضر کا بہترین اور بلند پایہ رسالہ **شیر** لاہور کی قیمت ایک روپے نصف رومی تھی ہے۔ آج ہی آٹھ آنہ بیچ کر ایک سال کے لئے سفیدار بن جائیے نمونہ مفت طلب کریں۔
مینجر شیر لاہور

شذرات

النجم رجمت کا وار: رشیوں کا سلسلہ و تنظیم پر اسپیکر گندہ رنگ لاکر رہا حکومت یونی نے اہلسنت کا ترجمان النجم لکھنؤ سے پندرہ سو روپیہ کی ضمانت طلب کر کے حق و صداقت کے اس آگن پرکاری ضرب لگا دی ہے۔ سرفراز و رنجف اور شیعوں کے لاتعداد جرائد نیوں کے رخصوں پر تک پاشی میں مصروف ہیں۔ اکابر اسلام اور سلف صالحین پر بازاری اور سوقیاد حملے کئے جاتے ہیں۔ امامیہ و شیعہ مشنوں نے کئی دجین دلازار رسالے تصنیف کر کے اہل سنت و اہل تشیع کے درمیان افتراق کی وسیع خلیج پیدا کر دی ہے۔ مگر ان سے آج تک باز پرس نہیں ہوئی۔ ہندوستان لاتعداد شیعہ جرائد کے مقابلہ میں مذہب حقہ اہل سنت کی طرف سے ناموس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے صرف النجم اور شمس الاسلام ہی دفاع کا مقدس فریضہ انجام دیتے ہیں۔ بوسنے آٹھ کروڑ نیوں کے بھی دو نمائندہ جریدے اہلسنت کی عدم توجہ کی وجہ سے موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان کی مالی حالت کبھی بھی درست نہیں ہوئی۔ النجم کے خلاف عرصہ ہندوستان کے ردافض نے شور مچا رکھا تھا۔ اور بعض فریب خوردہ سنی جرائد نے بھی شیعوں کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ اگر باب حکومت کے کان ہوتے ہیں۔ آنکھیں نہیں ہوتیں۔ سارکمان حکومت نے پراپیگنڈہ کے زیر اثر ضمانت طلب کی۔ مگر کوئی انصاف پسند النجم کی روش کو دلازار یا امن سوز قرار نہیں دیتے۔ النجم نے شیعوں کی انتہائی اشتعال انگیز حرکات کے جواب میں بھی ثنات و ثناء کا دامن نہیں چھوڑا۔ ان حالات میں ہم کارکنان النجم سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اہلسنت سے مستثنیٰ ہیں کہ حق و صداقت کی اس آواز کو قائم رکھنے کے لئے قہریم کے اتیار سے دریغ نہ کریں پندرہ سو روپیہ کی مجموعی رقم کالج ہوجانا دشوار نہیں جس قدر قہریم فراہم ہوں۔ بدریونی آڈیو بنام مولانا عبدالتکور صاحب سرپرست النجم محلہ پٹانالہ لکھنؤ ارسال کی جائیں۔ اہل سنت نے اس موقع پر اگر غفلت و کاہلی کا اظہار کیا۔ تو یاد رکھیں کہ باطل کے حوصلے بڑھ جائیں گے۔ اور تحفظ ناموس رسالت و حمایت صحابہ کرام کا فریضہ ادا نہ کرنے کی بنا پر قیامت کے دن بارگاہ رب العزت میں انہیں حجاب وہ ہونا پڑے گا۔

الکفر ملة واحدة کی ضرب المثل کوٹ مہن کے ہندو میزائیل اور شیعوں کے اتحاد سے

صحیح ثابت ہوتی ہے۔ علاقہ کوٹ مومن کے سربراہ وردہ اہل سنت مخزین نے متفقہ طور پر افسران کے پاس کوٹ مومن کے شیعہ ڈاکٹر کے دلائل رومیہ کے خلاف مہیوریل بھیجے۔ سنا گیا ہے کہ کوٹ مومن کے ہندوؤں۔ میرزا مینوں اور چند شیعہوں نے بلکر جوائی مہیوریل تیار کیا ہے جس میں ڈاکٹر مذکور کی حمایت کی گئی ہے۔ اہلسنت کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ اور مذکورہ احکام و ارکان ڈسٹرکٹ بورڈ کا فرض ہے کہ صورت حال پر غور کر کے پارٹی بازی فتنہ بازی اور شرارت کے اس سرچشمہ کا انداز کریں۔ ڈاکٹر مذکور کی حرکات سے علاقہ کا امن خطرہ میں ہے۔ بارشندگان علاقہ میں پارٹی بازی پیدا کرنے کی خوفناک حرکت قابل انہماض نہیں ہے۔ لہذا ہم ذمہ دار حکام کو توجہ دلاتے ہیں کہ جلد از جلد ڈاکٹر مذکور کو وہاں سے تبدیل کر کے شرارت کا سد باب کریں۔ ویٹرنری اسٹنٹ صاحب بھی شیعیت کا پُر فریب جال بھلا رہے ہیں پھیلانا چاہتے ہیں۔ ویٹرنری اسٹنٹ صاحب کو بھی سرکاری فرائض انجام دیتے ہوئے غیر جانبدارانہ طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ حکام کا فرض ہے کہ ویٹرنری اسٹنٹ کو بھی وہاں سے تبدیل کر کے کسی ایسے علاقہ میں بھیج دیں۔ جہاں شیعیت کا زور مہیا نہ ہو وہاں ان کو سینیہ کوئی کے عمدہ مواقع پیش نہ ہو سکیں۔

برقِ سمائی ضمنِ قادیانی

یہ وہ کتاب ہے جس کا انتظار کرتے کرتے شائقین تھک گئے تھے۔ الحمد للہ کہ زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر اس کا اول حصہ

شائقین کے ہاتھوں میں جا رہا ہے۔ مولانا طور احمد صاحب گجڑی کی یہ سہولت آرا تصنیف عمرانیوں کا ناطقہ بند کر دے گی۔ شائقین بہت جلد طلب فرمائیں۔ قیمت لاگت کے برابر صرف ۸/

مؤلف مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوبند
یہ کتاب شمس الاسلام کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔ اس کی چند کاپیاں زائد طبع کرائی گئی ہیں۔

کشف التلبیس اول حصہ سوم

ہیں۔ شائقین جلدی طلب کریں۔ نیچے کارسلہ نور ایمان لکھی دفعہ طبع ہو چکے ہیں۔ اس کتاب کے ذریعے نیچوں کے نور ایمان یا ظلمت کفر کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ ان کے اعتراضات کے جوابات نہایت نہایت دلائل سے دیئے گئے ہیں قیمت ہر دو حصہ ۸/

منیجر شمس الاسلام بھیرہ دینا بھابھ

عرض حال

دارالعلوم عزریہ: بفضلہ تعالیٰ اپنی پوری شان کے ساتھ علمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ایک مدرسہ کو دفتر کے لئے مکان کافی سمجھتے ہوئے ہم جولائی سے منشی رفیع الدین صاحب کو لشکر خانہ وغیرہ کا گران مقرر کیا گیا۔

تبلیغ احکام الہی اس ماہ میں مولوی نسیر شاہ صاحب نے کوٹ مومن، چک میانہ نواں کوٹ، ڈھرائچھ اور حضور پور کا دورہ کیا۔ مولوی حبیب اللہ صاحب امرت سری شیخ پور بشریف کے گئے تھے۔ بعد ازاں رخصت ہو کر چند خانگی امور کی وجہ سے ابھی تک امرتسر میں مقیم ہیں۔ امرتسر میں بھی آپ نے تبلیغی مشغلہ جاری رکھا ہے۔ اور سنگرد (ریاست جہیند) پٹیالہ شہر، لدھیانہ، ساہیوالہ وغیرہ کا دورہ فرما چکے ہیں تبلیغی ٹرکیوں کی تقسیم کا سلسلہ جاری ہے۔ کافی تعداد میں مفت ٹریکٹ تقسیم کئے جا رہے ہیں۔

دارالاقامہ طلبائے دارالعلوم کے لئے دارالاقامہ کی تعمیر کا کام دوبارہ شروع کر دیا جا رہا ہے۔ اگرچہ سرمایہ موجود نہیں اینٹ اور لکڑی وغیرہ قرضہ حاصل کر کے خریدی جا رہی ہے۔ مگر اللہ کی رحمت پر کامل بھروسہ ہے۔ سبب الاسباب جلد کوئی ذریعہ قرضہ کی ادائیگی کا پیدا کر دے گا۔ اس وقت ہمارے چار مزدور دارالاقامہ کے بڑے مکہ کی تعمیر میں مصروف ہیں۔

مالی حالت ماہ ہجری سے باقاعدہ حساب جب یہ ہذا میں شائع ہو رہا ہے۔ قارئین اس سے حزب الانصار کی مالی حالت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ہر ماہ قرضہ کی مقدار بڑھ رہی ہے۔ ارباب کرم جلدی توجہ فرمائیں۔

کشف الغطاء شیعوں نے حال ہی میں ایک رسالہ شائع کیا ہے جس میں زعم خود سو آیات قرآنیہ سے ارسال البیدین فی الصلوٰۃ پر استدلال کیا ہے۔ مولانا سید غلام حسن شاہ صاحب پراگڑی نے کشف الغطاء کے نام سے اس کا عمدہ رد و تالیف کیا ہے وغیرہ رسالہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت دو آنہ

منہج شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

گوشوارہ خاں و مخارج مجلس مرکز حزب الانصار بھیرہ

بابت ماہ جون ۱۹۷۷ء

تفصیل	وظائف سرین طلباء دارالعلوم غفریہ	تبلیغ اسلام	قیمت خانہ	کست خانہ	چندہ ارکان	تفرقات	میزان
مخل	پالی آنہ روپیہ ۱۲۱-۵-۳	پالی آنہ روپیہ ۹-۶-۰	پالی آنہ روپیہ ۳-۰-۰	پالی آنہ روپیہ ۴-۰-۰	پالی آنہ روپیہ ۴-۰-۰	پالی آنہ روپیہ ۲-۶-۰	پالی آنہ روپیہ ۱۸۷-۵-۳
مخارج	۳۳۸-۷-۹	۱۶۰-۴-۶	۱۶-۱۵-۰	۱۲-۱۳-۶	--	۷-۶-۰	۴۵۱۲-۹-۵

نوٹ: زمین کے سابقہ وظائف بھی اس ماہ ۱۱ مداخل سے زائچہ: پالی آنہ روپیہ ۳۴۸-۹-۶

دارالاقامہ کے لئے ماہ جون میں لکھنؤ کی آمدن ہوئی تھی۔ اور بن چار صد روپیہ عالی جناب میان محمد ظہور صاحب خواجہ مہتمم تاجر لاہور نے عطا فرمایا تھا۔ سابقہ قرضہ کی ادائیگی و متفرق مصارف پر ایسا لکھ صرف ہوئے۔

جسریہ شمس الاسلام کے لئے ماہ جون میں لکھنؤ آمدن ہوئی۔ اور لکھنؤ خراج ہوئے۔

تشکر و امتنان

۲۵ جون ۱۹۷۷ء سے ۲۵ جولائی ۱۹۷۷ء تک حسب ذیل اصحاب نے حزب الانصار

کی اعانت میں حصہ لیکر مسنون فرمایا۔ فخر ہم اللہ خیر الجزاء

تاریخ	نام	رقم	تاریخ	نام	رقم
۲۵ جون	محمد حیات صاحب	۴۰	۲۵ جون	حافظ محمد بخش صاحب	۴۰
"	سپاہی راجہ صاحب	۴۰	"	مستری الہ دین صاحب	۴۰
"	منشی سرور بخش صاحب	۴۰	"	راجہ سیف علی خان صاحب	۴۰

۴۷	خواجہ حکیم غلام بیانی صاحب	۴۷	الہ دتہ صاحب	۴۷	چون
۴۸	محمد الدین صاحب	۴۸	غلام قادر صاحب	۴۸	۴۸
۴۹	خواجہ عبد الرشید صاحب	۴۹	مستری الہ دتہ صاحب	۴۹	۴۹
۵۰	میاں فضل کریم صاحب گوروارہ	۵۰	شیخ علی محمد صاحب نیشنل	۵۰	۵۰
۵۱	نذریہ صدیقیہ برور جمعہ	۵۱	محمد صدیق صاحب	۵۱	۵۱
۵۲	ناہلوم الاسم	۵۲	حافظ فضل الہی صاحب	۵۲	۵۲
۵۳	غلام محمد صاحب	۵۳	سلطان احمد صاحب	۵۳	۵۳
۵۴	رحیم علی صاحب چوکیدار	۵۴	حافظ جان محمد صاحب	۵۴	۵۴
۵۵	محمد حیات صاحب درویشاں	۵۵	خواجہ محمد یوسف صاحب	۵۵	۵۵
۵۶	زبان بخش صاحب کوٹ موہن	۵۶	نذریہ صدیقیہ برور جمعہ	۵۶	۵۶
۵۷	میاں محمد شریف صاحب کلکتہ	۵۷	فضل الہی صاحب	۵۷	۵۷
۵۸	صاحبزادہ محمد عارف صاحب	۵۸	محمد بخش صاحب	۵۸	۵۸
۵۹	حکیم محمد حمید صاحب	۵۹	میاں راجہ صاحب	۵۹	۵۹
۶۰	راجہ علی خان صاحب	۶۰	حاجی غلام حسن صاحب	۶۰	۶۰
۶۱	مولوی الہ دین صاحب	۶۱	میاں امام بخش صاحب	۶۱	۶۱
۶۲	نذریہ	۶۲	مستری محمد صادق صاحب	۶۲	۶۲
۶۳	چوہدری غلام حسین صاحب	۶۳	بلک خدا بخش صاحب	۶۳	۶۳
۶۴	قادر بخش صاحب	۶۴	دوست محمد صاحب	۶۴	۶۴
۶۵	سید کامل شاہ صاحب	۶۵	راجہ سیف علی خان صاحب	۶۵	۶۵
۶۶	بکھا صاحب	۶۶	شیخ محمد اکبر صاحب نیشنل	۶۶	۶۶
۶۷	صاحبزادہ محمد عارف صاحب	۶۷	منشی محمد الدین صاحب	۶۷	۶۷
۶۸	سٹہ محمد صاحب	۶۸	خواجہ میاں فضل الہی صاحب مٹہ	۶۸	۶۸
۶۹	لال خان صاحب	۶۹	خواجہ محمد ظہور صاحب مٹہ	۶۹	۶۹
۷۰	نذریہ میلانان کوٹ موہن	۷۰	محمد عظیم صاحب پراچہ	۷۰	۷۰
۷۱	مولانا محمد خفیف صاحب	۷۱	میاں فضل کریم صاحب نذریہ سندھوچی	۷۱	۷۱

خاکساریِ فتنہ

(از مولوی عبدالقادر صاحب خطیب مسجد جامع جھارپاں)

ۛ

الہی خیر دورِ فتنہ آخر زمان آیا !!

ہے ایمان و دینِ سالم کہ وقت امتحان آیا

محبِ نجیب غنائت اللہ مشرقی کے کفر و ارتداد پر علمائے اسلام متفقہ فتویٰ دے چکے ہیں۔ اس بد مذہب - دیدہ بہن اور بدترین مجاہد اسلام نے اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے - کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر قرار دینے میں تمام محدثین کی سرداری و قیادت کا فخر حاصل کیا ہے۔ نیزہ سہ سال میں جس قدر علماء و صلحا مجتہدین و ائمہ ہوئے ہیں اس کے عقیدہ میں سے سب گمراہ اور سدا اللہ کا فرقہ تھے۔ ان میں سے کسی نے بھی قرآن کا صحیح مطلب نہ سمجھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفسیر قرآن بھی سوا اللہ غلط ہے۔ تعامل امت! جمع امت۔ حدیث۔ فقہ تفسوف تفسیر وغیرہ سب شرک کفر اور بدعاشی ہیں۔ آج سے تیرہ سال قبل "تذکرہ" کے نام سے ایک کتاب لکھ کر الحاد و بدعتیت کی تدوین کا فخر حاصل کیا۔ علمائے اسلام ہمیشہ محدثین کی سرکوبی میں مصروف رہتے اور الحاد و الحاد اور زندہ کو زندہ اور کفر کو کفر ظاہر کیا کرتے تھے۔ محدثین ہمیشہ حق کے حوالوں کی تاب نہ لا کر مدافعت کیلئے مجبور ہوتے تھے۔ زمانہ کا دور بدل گیا۔ علم خاصہ میں مذہب الحاد کی تدوین ہو چکی ہے۔ مشرقی نے جارحانہ پہلو اختیار کر کے کفر کا نام اسلام اور اسلام کا نام کفر لکھ کر تمام امت محمدیہ و علمائے اسلام کی تکفیر کر دی ہے۔ قرآن کو اصل ماخذ قرار دیکر فقہ - حدیث و تفسیر کا انکار کر کے خلافت و گمراہی کے لئے آسان راستہ اختیار کیا۔ قرآن کے ظاہری الفاظ کو قائم رکھ کر ان کے معانی بدل دیئے۔ قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرتے ہوئے اس کی معنوی تشریف میں یہود کے بھی کان کتر دیئے۔ علمائے اسلام نے تذکرہ کی تردید میں بہت کچھ لکھا مگر نئی روشنی کے دلدادہ حضرات کے قلب میں الحاد کا نہر سرایت کر گیا۔ آخر کار نئے مذہب کی ترویج کے لئے کسی منظم جماعت کی ضرورت تھی جسکی تربیت کی آڑے کر قوم کو ایک نئے نظام میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ بلیچر کا لہ اسلام قرار دیکر خاکساری تحریک کی داغ بیل ڈالی گئی۔ مسلمانوں نے خاکساروں کی ظاہری نظمیں بیلچوں کی چمپ - وردی پر پڑ دیکھ کر اسے بھی ایک سیاسی جماعت سمجھا۔ قیوم میں سکریت پیدا کرنا مستحسن سمجھ کر سادہ لوح مسلمان اس میں جوق در جوق شامل ہوتے گئے۔ چالاک مشرقی نے لوگوں کی عقل پر پردہ ڈالنے کے لئے اعلان کر دیا کہ

تذکرہ کا مطالعہ خاکساروں کے لئے ابتدا میں جائز نہیں۔ ساتھ ہی ایک شخص سرفراز خان سے اپنی سوانح عمری تحریر کر کر رہا رہا کی تعداد میں مفت تقسیم کی شخصیت پرست قوم میں اپنی شخصیت کا بے حد پر اسپینڈا کیا گیا۔ مشرقی کو قوم کا نامور قائد۔ بے مثل شجاعت کا مالک۔ خالد و عمر ثانی۔ اور علم کا سمندر نظر کر کے عوام الناس کو اس کی اندھی تقلید کی دعوت دی۔ خاکساروں کے ذہن نشین کرایا گیا کہ آج تک علوم قرآن کا ایسا مہر و نیا میں پیدا نہیں ہوا۔ علمائے اسلام کے خلاف نفرت و حقارت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے خاکساروں کو بتلایا گیا کہ مشرقی کو طرغوز حرام خور۔ اور قرآن سے جا ملے ہیں۔ یہ اسلام سے بے بہرہ ہیں حقیقی اسلام کا حامل المشرقی ہے مشرقی روج اسلام پیش کرنا ہے۔ مگر لوگوں کی حالت یہ ہے کہ

آج بھی اسلام کسی بڑی بڑی گپٹیوں والے مولوی حضرات یا گز بھر لہی دارھیوں والے فقیہوں کی کم ہنگی کے باعث مساکوں اور ڈھیلوں تلخاؤں اور پا جاموں عماموں اور دارھیوں کے اندر گھس چکا ہے اگر اس کی اشد شدید حکمت اور مبلغ علم حقیض و نفاس کے مسئلوں اور گردن مروڑی مرنیوں کی تشریح۔ آمین بالجہرا

رفع یدین کی بجائے پختہ ہو چکے ہیں۔ (تذکرہ۔ دیباجہ اردو سال ۸۰)

اس طرح علمائے کرام کا اقتدار و وقار قائم کر کے کرن فیشن دارھی و موچہ صفا کرنے والے ہیٹ پوش اور خنزیر کے بالوں والے برش سے دانتوں پر دلائی پیٹ استعمال کرنے والے بیشاب کے قتلوں کو جذب کرنے والی بتوں پہنے ہوئے ہڈی کے مدھی جہالوں اور افریختی آب محدود کی قیادت کے لئے واسطہ صاف کر دیا۔ حقیض و نفاس کے مسائل اور جھٹکا و ذبح کی تفریق کو مٹانے کے لئے پاک و پلید اور خبیث و طیب امتیاز کو مٹانا چاہا۔

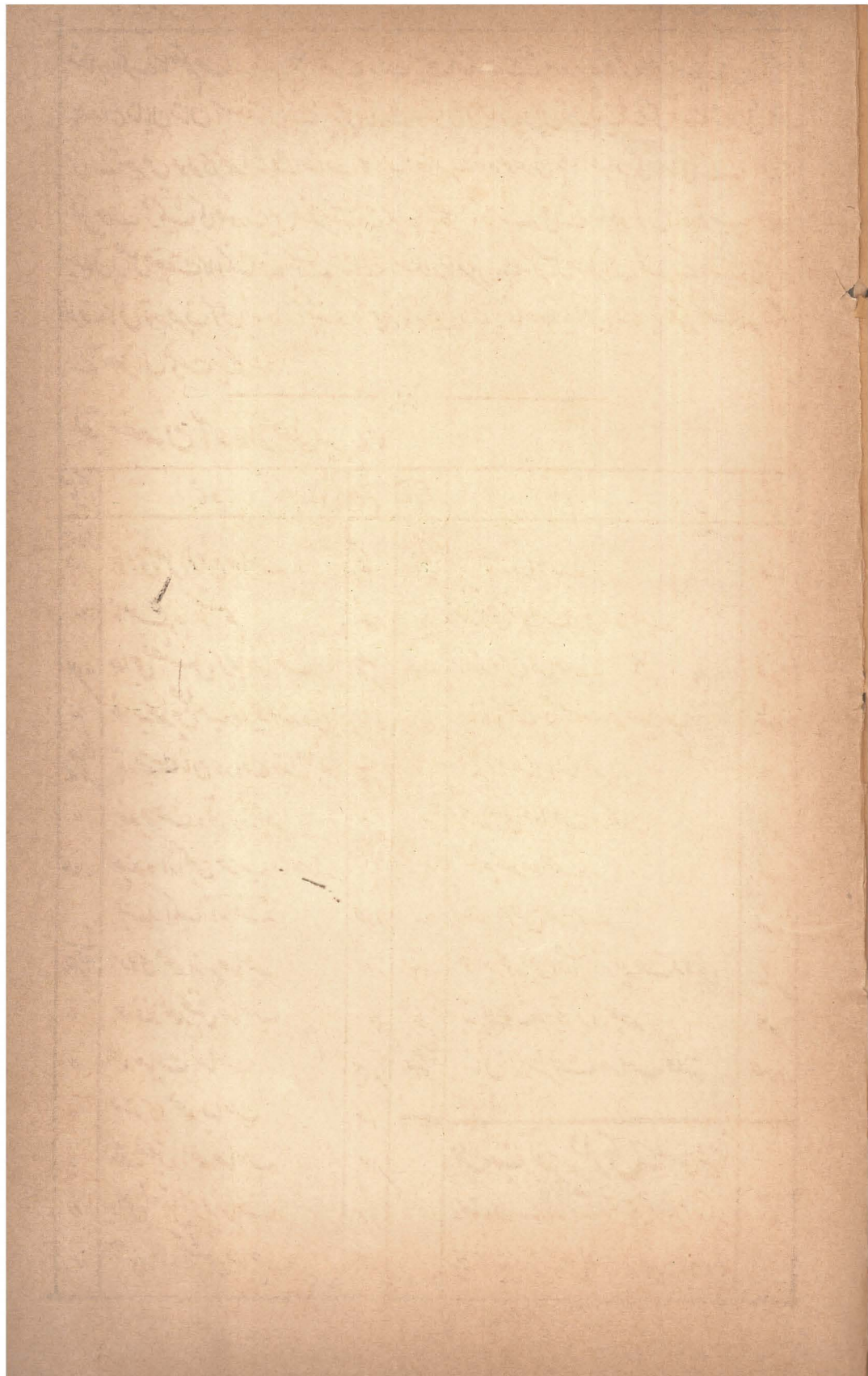
خاکساری فتنہ سے ضلع شاہ پور محفوظ رہا۔ مشرقی کو آخر کار اپنا ایک ہم آہنگ وہم مشربل ہی گیا جس نے بھلوال کے سادہ لوح مسلمانوں کو سلیم برداری پر آمادہ کر لیا بھلوال کی مسجد کے سادہ لوح امام صاحب نے اس فتنہ کا شکا ہو گئے۔ اور سالار بتین بن کر ضلع شاہ پور میں فتنہ و فساد کی مہم ادا کرنے لگے۔ حال ہی میں مقام جھادریاں مشرقی کے ایک چیلے نے خاکساری تحریک کا پراپیگنڈا کرنا چاہا جھادریاں میں اساتذہ العلماء حضرت مولانا محمد رفیق صاحب بھرتوں کی موجودگی سیلاب کفر کے لئے سد سکندری کا کام دے رہی ہے حضرت ملامرح کے ارشاد پر میں نے بروز جمعہ خاکساری تحریک کی حقیقت حاضرین ریٹا ہر کردی۔ مشرقی کے چیلے نے حواس باختہ ہو کر اپنے قائد اعظم کے پاس فریاد کی۔ چنانچہ خاکساروں کے آرگن الاصلاح مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۳۰ء میں ادارہ علیہ ہندیہ کی طرف سے مولوی محمد اشرف سالار بتین بھلوال کو جھادریاں میں

منظاہرہ کرنے کا حکم صادر ہوتا ہے۔ منتظر تھے کہ کب سیلچے اٹھائے جہئے بہرہ یوں کا گروہ جھادریاں میں وارد ہوتا ہے۔ ان نمایاں شان استقبال کیلئے ہم بھی تیار تھے۔ مگر ان کو جھادریاں میں تشریف لے کر ہی نہ ہوئی یاہ
 مئی کے آخر میں مولوی محمد اشرف صاحب کا ایک خط میرے نام موصول ہوا۔ عوام کی رہنمائی کے لئے اس کا
 مکمل جواب ٹرکیٹ کی صورت میں عنقریب پیش کیا جائیگا۔ تاکہ مشرقی کے سادہ لوح اور غریب خود
 چیلوں پر اصل حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ علمائے اسلام کا فرض ہے کہ اس خطرناک فتنہ کے استیصال کی
 طرف کمال توجہ صرف کریں۔ ورنہ آئندہ کسی زمانہ میں یہ فتنہ تمام جدید فتن سے بڑھ کر اسلام کے
 لئے خطرناک ثابت ہوگا۔



بقیہ مضمون آمدہ از صفحہ نمبر ۳۷

تاریخ	نام	رقم	تاریخ	نام	رقم
۱۵/۱۰/۳۷	مولوی خلیل الرحمن صاحب	۷۱	۱۹/۱۰/۳۷	پیر اندتہ صاحب	۷۲
۱۰/۱۱/۳۷	ناجیہ لوم الاسم	۷۳	۲۰/۱۱/۳۷	مستری محمد صادق صاحب	۷۴
۱۶/۱۱/۳۷	حاجی فضل کریم صاحب	۷۵	۲۱/۱۱/۳۷	الدین صاحب	۷۶
۱۷/۱۱/۳۷	خواجہ محمد صاحب بذریعہ صندوق	۷۶	۲۲/۱۱/۳۷	حافظ محمد قاسم صاحب	۷۷
۱۸/۱۱/۳۷	بذریعہ سلطان دروازہ چک والہ بیگم	۷۷	۲۳/۱۱/۳۷	محمد رمضان صاحب	۷۸
۱۹/۱۱/۳۷	بذریعہ صندوق پتہ بروز جمعہ	۷۸	۲۴/۱۱/۳۷	محمد عیسیٰ صاحب ترکھان	۷۹
۲۰/۱۱/۳۷	چندہ اراکین حزب الانصار	۷۹	۲۵/۱۱/۳۷	غلام محمد صاحب	۸۰
۲۱/۱۱/۳۷	محمد ایک آنہ فنڈ	۸۰	۲۶/۱۱/۳۷	عبدالرحمن صاحب	۸۱
۲۲/۱۱/۳۷	مولوی محمد ازہر صاحب	۸۱	۲۷/۱۱/۳۷	خواجہ محمد امین صاحب بذریعہ صندوق	۸۲
۲۳/۱۱/۳۷	حافظ محمد بخش صاحب	۸۲	۲۸/۱۱/۳۷	بذریعہ صندوق پتہ بروز جمعہ	۸۳
۲۴/۱۱/۳۷	محمد حیات صاحب	۸۳	۲۹/۱۱/۳۷	میاں محمد شریف صاحب کلکتہ	۸۴
۲۵/۱۱/۳۷	مستری محمد صاحب	۸۴	<p>حرمت تعزیر داری کے متعلق شیعہ و مجتہدین کے فتاویٰ قیت فی سنکڑ عا بنے کا پتہ: منبر شمس الاسلام عمیرہ پنجاب</p>		
۲۶/۱۱/۳۷	ملک فیض احمد صاحب	۸۵			
۲۷/۱۱/۳۷	حاجی فضل کریم صاحب	۸۶			
۲۸/۱۱/۳۷	منشی سوارش صاحب	۸۷			





Printed at the Manchar Press, Sargodha by M. Zahur Ahmad Bugvi
Editor & Printer and Published by him from the
Office of 'Shams-ul-Islam', Bhera.

